ماہنامہ

الحقیقہ

پاکستان

شمارہ 6۔ جمادی اول ۱۴۳۲ھ۔ جلد 11

اپریل 2011

اسلام کا پہلا عقیدہ

توحید

اے اُمت مسلمہ کے بیٹو اور بیٹیو!

کیا تم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بھول گئے ہو

مشکلیں امتِ مرحوم کی آسان کردیں

(اداریہ)

شرک اور اسکی حقیقت

کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اہسلنت ہوسکتے ہیں

مسائل دینیا

فہرست

﴿اُسے والی کہتے ہیں اللہ والے﴾

دل و جاں کئے میں نے اس کے حوالے
سنبھالے میرا آقا ان کو سنبھالے
اُنہیں کے بچانے سے بچتا ہے ایماں
مگر جانتے ہیں یہ ایمان والے
بغاوت نہ کر سرور دوسرا سے
ارے مان کر ان کی، ان کو منا لے
سوا ان کے ہے کون بیکس کا والی
جو اعدا کو روکے، جو طوفان ٹالے
وہ اللہ والا ہے والی سبھی کا
اُسے والی کہتے ہیں اللہ والے
تو دیکھ ان کے جلوے زمین و زماں میں
نظر پہ نہیں ہیں اگر تیری جالے
تو کر التجا ان کے انوار آئیں!
اِنہیں توڑ جو تیرے دل پہ ہیں تالے
یہی ہے بچاؤ کی صورت یہی ہے
کہ لو اُن کے دربار ہی سے لگا لے
تصور میں کر اُن سے فریاد ہر دم
بچا لے مرے آقا! مجھ کو بچا لے
رضا کی زباں میں تو کر التجائیں
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
جو ہو شیخ راضی تو ممکن ہے آسی
تصور کو تیرے حقیقت میں ڈھالے

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

كلمة الحقيقه — اداریہ

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کر دے

سعید آسوی کے قلم سے

عقل ششدر ہے..... فکر دم بخود ہے..... دل گھبراہٹ کا شکار ہے..... امیدیں دم توڑ رہی ہیں..... آرزوئیں خون کے سمندر میں غوطہ زن ہیں..... حواس مختل ہیں کہ کیا لکھا جائے..... اور کسے سنایا جائے۔ وطن عزیز کے آسمان پر کالے بادل چھائے ہیں..... مطلع ابر آلود ہے..... اور آنے والا وقت چمن وطن میں امن وسکون کے پھول کھلاتا ہے..... یا کہ مصائب و آلام کا طوفان گلستانِ پاکستان کو ویران کر کے رکھ دیتا ہے (خدا نہ کرے)..... ابھی کچھ کہنے کی ہمت نہیں۔

ملکی وملی غیرت پہ ایک اور طمانچہ، وہ ریمنڈ ڈیوس جس نے دن دیہاڑے لاہور کے ایک بارونق علاقے میں دو پاکستانیوں کو گولیاں مار کر شہید کیا، یہی نہیں اپنی گاڑی سے نکل کر اپنے موبائل سے مرتے افراد کی ویڈیو بنائی اور اطمینان کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بلایا، جنہوں نے آتے ہوئے مزید ایک شخص کو اپنی گاڑی تلے کچل دیا، اسے رہا کر دیا گیا۔ پھر آناً فاناً ایک طیارہ اسے لے کر پاکستانی سرحدیں عبور کر کے بلگرام ائربیس پہ جا پہنچا۔ حکومت کا موقف ہے کہ ورثاءٔ نے دیت لے کر اسے معاف کیا، جب کہ میڈیا دہائی دے رہا ہے کہ پر تشدد کارروائی سے ورثاء کو دیت لینے پر مجبور کیا گیا۔ ستم بالائے ستم دیکھیں کہ ورثاءٔ کو ہی سرے سے غائب کر دیا گیا ہے۔

ادھر ایک مرتبہ پھر ایک بے غیرت امریکی پادری ٹیری جونز نے حرامزدگی کی ایک اور مثال رقم کرتے ہوئے قرآنِ عظیم فرقانِ حمید کو نذرِ آتش کرنے کی ناپاک جسارت سے اہلِ ایمان کو تڑپایا ہے۔ تمام عوامِ اسلام سراپا احتجاج ہیں، اور اس ملعون کو بدلے میں نذرِ آتش کرنے کے عزم سے لبریز ہیں۔ جبکہ حکمران حسب سابق زبانی کلامی "قراردادیں" منظور کروانے سے آگے بڑھنے پہ تیار ہی نہیں۔ سہمے ہوئے انداز سے کیا گیا احتجاج بھلا امریکہ کو کیا کہے گا۔

ہمارے صدر..... اسلام دشمنوں کے بندۂ بے دام وفرمانبردار..... پاکستان دشمنوں کی ہیبت سے سرشار..... انگریزوں اور

ہندوؤں کے عاشقِ زار۔ ہمارے حکام..... امریکہ کے غلام..... حرص وہوس کی تیغ آشام..... اقتدار کے بندگانِ بے دام..... چنانچہ ہرسُو دیکھو عوامِ پاکستان کا قتلِ عام..... سرِ بازار غیرت وعفت کے نیلام..... اور..... محوِ رقص اعدائے اسلام۔

صد حیف! فاقہ مستی میں جشنِ بہاراں..... شہیدوں کی لاشوں پر بھائی رقصاں..... گویا ذلت وپستی کی انتہا پر بھی خوشیاں

ہائے توبہ! یہ عیاشی کے ارمان..... یہ فحاشی کے سامان..... اور یہ فسق وفجور کے طوفان

اف! یہ نئی نسل کو تقلیدِ مغرب پر ابھارنے والے بدکردار..... دین کو پسِ پشت ڈالنے والے بداطوار..... ذلت کو غیرت سمجھنے والے ذلیل وخوار افسوس! نہ صرف پاکستان بلکہ پوری امت اسلام اسی صورتحال کا شکار..... کیا یہ ہے حضور خیرالانام علیہ الصلوٰۃ و السلام کا اسلام؟..... کیا یہی ہے قرآنی نظام؟..... کیا یہ ہے شارعِ اسلام ﷺ کا پیغام؟

آیئے! اپنا محاسبہ کریں۔ اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں، کون ہے اس کا ذمہ دار؟..... اسلام کے تنِ نازک سے جو لہو بہہ رہا ہے اس کا الزام کس کے سر ہے؟..... کیا یہی حق نہیں کہ ہم سب مجرم ہیں؟..... حاکم بھی اور محکوم بھی..... خواص بھی اور عوام بھی..... پیر بھی اور مرید بھی..... عالم بھی اور جاہل بھی..... استاد بھی اور شاگرد بھی۔

جنابِ صدر! آپ اپنا بھلا چاہتے ہیں یا قوم کا، اپنی عزت کے آرزومند ہیں یا اپنی قوم کے، اس سچے رب کی بارگاہ میں جھکیں جس کے سامنے جھکنے کے بعد کسی اور کے سامنے جھکنے کی احتیاج نہیں رہتی۔ اسی پر توکل کیجئے اور اسی کی اطاعت کو اپنی زندگی اور فکر وعمل بنا لیجئے۔ امریکہ ویورپ کی غلامی کا پٹہ اتار پھینکئے۔

اقبال نے کیا خوب کہا تھا

اپنے مالک کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

(گویا جو فقیر اس شہنشاہِ حقیقی کو پہچان لیتا ہے، دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ اس کے گدا ومحتاج ہوتے ہیں اور دنیا کا جو شہنشاہ اسے نہیں پہچانتا، وہ بادشاہوں کا، بلکہ عوام وخواص کا محتاج ہوتا ہے اور عزت وآبرو سے محروم ہوتا ہے)

حزبِ اقتدار ہو یا حزبِ اختلاف! اچھی طرح سے اس بات کو سمجھیں کہ اسلام کے دشمن ہماری قوتِ ایمانی کے حیران کن مظاہروں کی تاریخ سے واقف ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا اسلام سے تعلق رہے تو صرف سطحی اور برائے نام حد تک۔ وہ آپ لوگوں کو استعمال کر کے معاشرے سے اسلامی تہذیب، شرم وحیا اور دینی غیرت وحمیت نکالنا چاہتے ہیں۔ جو کہ فحاشی وبے حیائی پھیلا کر ممکن ہے۔ چنانچہ آج ملک میں جو غیر ملکی لٹریچر کی بھر مار، انڈیا کے فلمی گانوں کا سیلاب، عورتوں کی ننگی تصاویر کا زور، کیبل اور ڈش انٹینا کا طوفان ہے، ان سب کا مقصد نئی نسل کا خدا اور رسول ﷺ سے تعلق توڑنا ہے۔ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں پر متعین کرنا بھی اسی مشن کی تکمیل کے لئے ہے۔ آپ کا

اولین فرض ہے کہ ان تمام طوفانوں کا رستہ روکیں۔

ملک وملت کے سچے خیر خواہوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو اسلام اور اہلِ اسلام کے دفاع میں لگ جانا چاہئے۔ اگر ہم اپنے گھر بار، عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور شاگردوں کو ہی عریانی، فحاشی، آوارگی اور بے راہ روی سے بچالیں تو یہ بھی بڑی سعادت ہے۔ اغیار ایسے منصوبوں کے ذریعے ہمارے اندر کی اسلامی غیرت کو کچل دینا چاہتے ہیں۔

بہر حال! آج ملکِ عزیز اور امتِ مسلمہ کی جو بھی صورتحال ہے، یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ سچ فرمایا تھا حضرت الہ آبادی نے

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

پھر بھی اے ربِ کائنات! ہم تیری رحمت سے مایوس نہیں کیونکہ تیرے کملی والے محبوبِ اعظم واکرم ﷺ نے تیری لامحدود رحمت کا عقیدہ دیا ہے لہٰذا اے اللہ! صدقہ کملی والے رحمۃ للعٰلمین ﷺ کا مشکلیں امت مرحوم کی آسان کردے۔

اور آیئے! محبوبِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کریں۔ ہاں ہاں! یہی تو ہیں وہ کہ امت، آفات ومصائب کے بلاخیز طوفانوں میں جن کے پاس پناہ ڈھونڈتی رہی ہے۔ اور یہی تو ہیں وہ جو ارحم الراحمین جل مجدہ کی بے پایاں رحمتوں کے مظہر اور کائنات کے فریاد رس ہیں۔

وَلَیْسَ لَنَا اِلاَّ اِلَیْکَ فِرَارُنَا
وَ اَیْنَ فِرَارُ الْخَلْقِ اِلاَّ اِلَی الرُّسُلِ (بیہقی)

ترجمہ: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے سوا کوئی نہیں جس کے پاس بھاگ کر جائیں اور مخلوق کے لئے جائے پناہ ہے ہی کہاں سوائے رسولوں کے ہاں''

اقبال نے بھی قوم کی فکری آوارگی کا رونا اسی بارگاہ میں رویا ہے، دیکھئے:

کل ایک شوریدہ بارگاہِ نبی میں رو رو کے کہہ رہا تھا
یہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں
یہ زائرانِ حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

......☆☆......

اسلام کا پہلا عقیدہ توحید

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نسلم علی رسوله الکریم

انسان کی فطرت میں اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش کا جذبہ شامل ہے۔ چنانچہ جب اپنے گردوپیش پر غور کرتا ہے تو سوچنے لگتا ہے کہ شاید یہ وسیع زمین، یہ ٹھاٹھیں مارتے دریا، یہ شعلے برساتی آگ، یہ ہیبت ناک جنگل، یہ اونچے پہاڑ، یہ چمکتے ہوئے چاند، سورج اور ستارے خدا ہیں بلکہ بعض دفعہ اس نے ہر حرکت کرنے والی چیز کو خدا ٹھہرا لیا۔ (چنانچہ برصغیر میں جب پہلی دفعہ ٹرین چلی تو کئی ہندو اسے خدا مان کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے تھے) بعض نے جانوروں کو خصوصا ان میں جو موذی تھے، جیسے سانپ بچھو وغیرہ کو، بعض نے جانوروں کی شرمگاہوں کو اور بعض نے اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوئے بتوں کو خدا کا درجہ دے دیا۔ بعض بت پرستوں نے ان بتوں کو بالکل خدا کے برابر سمجھ لیا اور بعض نے کچھ 'احتیاط' کر کے انھیں چھوٹا اور سچے خدا کو بڑا خدا مان لیا اور عقیدہ رکھا کہ چھوٹے خدا (معاذ اللہ) مل کر کوئی بات کہہ دیں تو بڑے خدا کو ماننی پڑتی ہے۔ 'خداؤں' کے اس ہجوم میں بعض انسان بھی شامل ہو گئے اور انھوں نے تخت وتاج کے بل بوتے پر اپنی 'خدائی' کا ڈھونگ رچا دیا۔ انسان کی اسی کم نگاہی اور کم عقلی کے پیش نظر سچے خدا (اللہ) نے پہلے دن ہی سے سلسلہ نبوت قائم کر دیا تھا تا کہ انسان کو اس کی اور اپنی پہچان ہو اور گمراہی کی پگڈنڈیوں پر آوارہ پھرنے والا اپنی منزل مقصود سے آگاہ ہو جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بتایا کہ جنگل، پہاڑ، دریا، چاند، سورج، ستارے، جانور اور بت خدا نہیں، ہاں اللہ کی پیدا کردہ سب چیزیں انسان کی خدمت کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ انسان کو اور ان سب چیزوں کو ایک ہی ذات نے پیدا فرمایا ہے جس کا پاک نام اللہ ہے، وہی سب کا خالق ہے اور سب کا مالک حقیقی ہے۔ اللہ پاک کے ان سچے پاک بندوں نے صاف صاف اعلان فرما دیا کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ انھیں بزرگوں نے اللہ کی نوری مخلوق فرشتوں کا تعارف بھی کرایا مگر کیا کیا جائے اس حماقت کا کہ بعض انسانوں نے توحید کا پیغام دینے والے بعض انھیں پیغمبروں کو خدا بنا لیا، جیسے یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بلکہ ان کی ماں حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خدا کی بیوی بھی قرار دیا (معاذ اللہ) بعض مشرکین نے سوچا ہوگا، بیٹا اور بیوی کا رشتہ اگر اہل کتاب نے طے کر لیا ہے تو باقی 'بیٹی' رہ گئی، لہٰذا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دے کر خانہ پری کر دی گئی۔ جب بعض لوگوں نے اس خدائی میں 'خداؤں' کی اتنی بھرمار دیکھی تو انھوں نے اس مسئلے کا حل یوں کیا کہ 'کوئی خدا نہیں۔ جو کچھ کرتا ہے، زمانہ کرتا ہے' یعنی خدا کا انکار کرتے ہوئے بھی زمانے کو (یا دہر کو) خدا قرار دے دیا۔ ایسے لوگوں کو دہری یا دہریہ کہا جاتا ہے

دہری نے کیا دہر سے تجھ کو تعبیر　　　انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

ہر طرف ان بے بس دیوتاؤں اور جھوٹے خداؤں کا میلا لگا ہوا تھا کہ فاران کی چوٹی سے پھر وہی اعلان ہوا جو اس سے پہلے اللہ کے سب سچے نبی علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اور اپنی اپنی امت میں کرتے آئے تھے۔ یعنی

لا الہ الا اللہ　　　یعنی اللہ کے سوا کوئی الہ (یا خدا) نہیں

اب یہ اعلان اللہ کے آخری نبی حضور سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کا تھا، جو سارے نبیوں کے سردار اور ان کی تعلیمات کے محافظ بھی تھے اور خاص بات یہ کہ وہ پہلے نبیوں کی طرح ایک قوم، ایک بستی، ایک قبیلے یا چند اشخاص کی طرف ہادی بن کر نہیں آئے تھے، بلکہ ہر دور کے ہر شخص بلکہ ساری مخلوق کی طرف اللہ کے رسول اور نبی بن کر تشریف لائے۔ پہلے رسولوں پر جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے، وہ دنیا سے غائب ہو چکے تھے، بعض بالکل نایاب تھے اور بعض بعض شکلوں میں موجود تھے مگر ان میں بھی بڑی گڑبڑ کردی گئی تھی۔ اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ پر جو کتاب نازل فرمائی اس کا نام 'القرآن' رکھا اور اس کی حفاظت بھی اپنے ذمے لے لی۔ اس آخری کتاب میں عقائد واخلاص کی وہی تعلیم تھی جو پہلی کتابوں میں تھی مگر 'احکام' میں زمانے بلکہ زمانوں کی ضرورتوں کے مطابق ردوبدل کر دیا گیا۔ اس کتاب لازوال میں تمام انسانی مسائل کا حل موجود ہے اور حضور رسول کریم ﷺ نے جس طرح اسے سمجھایا ہے، اس کی روشنی میں خلوص سے دیکھا جائے تو واقعی کسی انسان کے دل کی کسی قسم کی کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ اس میں عقائد کی وضاحت ہی نہیں بلکہ سیرت واخلاق، عبادات ومعاملات، سیاست و حکومت غرض ہر اعتبار سے یہ بہترین دستور حیات ہے۔ چونکہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ توحید تھا اور انسان سب سے زیادہ اسی میں الجھا ہوا تھا، اس نے اسے خوب کھل کر بیان کیا اور تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، چنانچہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اس کتاب کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی سورتوں میں ایک سورۃ اخلاص ہے، اس میں توحید کا اعلان اور بھی بڑے واشگاف اور دوٹوک انداز میں کیا گیا ہے اور شرک کی مختلف قسموں کی نفی کر دی گئی۔

۱. قل ھو اللہ احد o　　ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے، ایک ہے

اس میں پہلے دہریوں کا رد کیا گیا جو کہتے تھے کوئی خدا نہیں۔ جواب دیا دہ ہے، اور اس کا نام 'اللہ' ہے۔ پھر جو اس کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے، ان کی تردید 'احد' میں آ گئی، کہ وہ اللہ ذات میں واحد اور صفات میں یکتا ہے۔

۲۔ اللہ الصمد o　　ترجمہ: اللہ بے نیاز ہے

جن کا یہ خیال تھا کہ وہ چھوٹے خداؤں کے اجتماعی فیصلے سے مجبور ہو جاتا ہے، انھیں بتایا گیا کہ وہ سب سے بے نیاز ہے، جو مجبور ہو جائے خدا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے مقام پر فرمایا و اللہ غنی عن العلمین o

۳۔　لم یلد o و لم یولد o　　ترجمہ: نہ اس کی اولاد، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

جو لوگ بعض نبیوں کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، بلکہ یہودی تو خود بھی قومی حیثیت سے نحن ابناء اللہ (ہم اللہ کے بیٹے ہیں) کہتے تھے، سب کا رد کر دیا گیا۔

عموماً مشرکین اپنے 'خداؤں اور دیوتاؤں' کو خدا کے برابر جانتے تھے اور شرک کی اصل بنیاد بھی یہی ہے چنانچہ قرآن پاک کے مطابق مشرکین دوزخ میں اپنے خداؤں سے کہیں گے

تا للہ ان کنا لفی ضلل مبینoاذ نسویکم برب العلمین o(الشعرآء۹۷،۹۸)

ترجمہ :خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے،جبکہ تمھیں رب العلمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

قرآن پاک کی مختلف سورتوں اور آیتوں میں اس کی مزید تفصیلات اور تشریحات بیان کی گئی ہیں۔اور اللہ تعالٰی کے مختلف صفاتی ناموں اور کاموں کا ذکر ہے مثلاً اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو دعا یوں سکھائی۔

قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعزمن تشاء و تذل من تشاء ؕ بیدک الخیر ؕ انک علی کل شیءٍ قدیرo

ترجمہ:یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے،اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے،ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے،بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس دعا آموز آیت میں اللہ کو مالک الملک (بادشاہی کا مالک واحد) فرمایا گیا،نیز بتایا گیا اسی کے کام ہیں کسی کو بادشاہ بنانا یا کسی سے بادشاہی واپس لینا،کسی کو عزت دینا اور کسی کو ذلیل کرنا،اسی کے ہاتھ میں سارا خیر ہے اور وہی سب کچھ کر سکتا ہے

بلکہ فاتحۃ الکتاب کو ہی دیکھئے جس میں نہایت جامع انداز میں اس کی صفات کا ذکر ہے۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

الحمد للہ رب العلمینo

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا

الرحمن الرحیم o نہایت رحمت والا بیحد رحم فرمانے والا

ملک یوم الدین o مالک روز جزا کا

ایاک نعبد و ایاک نستعین o

(اے اللہ ہمیں توفیق دے کہ) ہم تیری ہی بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں

اھدنا الصراط المستقیم o

(ہمیشہ) ہمیں سیدھی راہ چلا

ان آیات میں اللہ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

وہ رب العلمین (سب جہانوں کا پروردگار) الرحمٰن (عام پر عام رحمت فرمانے والا) الرحیم (خاص پر خاص رحمت فرمانے والا)، معبود واحد اور مستعان حقیقی (یعنی حقیقی مددگار) اور ہادی برحق ہے۔

ایک سوال:جب یہ فرمایا کہ ساری حمد (تعریف) اللہ رب العلمین کے لئے ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی اور کی حمد (تعریف) نہیں کرنی چاہئے،اور اگر یہی توحید ہے تو کیا کسی اور کی حمد (تعریف) کرنے سے 'شرک' ہو جائے گا،اور اگر واقعی کسی کی تعریف سے شرک ہو جائے تو خود قرآن پاک میں مخلوق کے بعض افراد کی کیوں تعریف کی گئی،اور تو اور حضور پرنور ﷺ کو محمد کہنا کیسا رہے گا کیونکہ اس کا معنی ہے 'جس کی بار بار حمد (تعریف) کی جائے' سو خوب یاد رہے حضور ﷺ کو محمد کہنے سے شرک اس لئے نہیں ہوگا۔اللہ کی حمد (تعریف) اس کے ذاتی اوصاف کی بنا پر ہے اور حضور پرنور ﷺ کی حمد (تعریف) ان کے خدا داد کمالات کی بنا پر ہے ایک حضور ﷺ کی بات ہی نہیں،قرآ

ن پاک میں دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام، مقدس فرشتوں، عرش معلیٰ، بہشت بریں، آسمان اور بہت سی دوسری مخلوقات کی جو تعریف کی گئی ہے، ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ اس لئے اللہ کی حمد کی جائے تو اس عقیدے کو ذہن نشین رکھا جاتا ہے کہ اس کے تمام اوصاف و کمالات ذاتی ہیں، او رحضور پرنور ﷺ کے اور دوسرے انبیا و مرسلین علیہم السلام بلکہ اولیا و عارفین علیہم الرضوان بلکہ دوسری مخلوقات کے اوصاف و کمالات اللہ کے بخشے ہوئے ہیں یعنی عطائی ہیں۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر جب کسی مخلوق کی تعریف کی جائے گی تو وہ اس (مخلوق) کی تعریف ہی نہیں ہوگی بلکہ اس کو ایسے اوصاف و کمالات بخشنے والے اللہ کی حمد بھی ہوگی بلکہ اصل حمد و تعریف اسی کی ہوگی۔ (اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کی نعت خود بھی اللہ تعالیٰ کی حمد ہے) سیدھی سی بات ہے کہ عمارت کی تعریف اصل میں معمار کی اور صنعت کی تعریف اصل میں صانع یعنی اس کے بنانے والی کی تعریف ہوتی ہے۔

مزید غور فرمایئے، اللہ نے خود کو رب العلمین فرمایا یعنی تمام عالمین کا پروردگار اور اسی قرآن پاک میں اس نے اپنے سب سے بڑے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعلمین فرمایا (یعنی تمام عالمین کے لئے باعث رحمت، مگر اللہ رب العلمین ہے تو از خود ہے اور اس کے حبیب رب العلمین نہیں، رحمۃ للعلمین ہیں اور وہ بھی از خود نہیں، چنانچہ فرمایا۔

و ما ارسلنک الا رحمة للعلمین ٥

ترجمہ: اور ہم نے نہ بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے

گویا حضور ﷺ کو رحمۃ للعلمین اللہ رب العلمین نے بنایا ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ کا رب العلمین ہونا اس کا ذاتی وصف ہے اور حضور ﷺ کا رحمۃ للعلمین ہونا آپ کا عطائی وصف ہے۔ مگر رب العلمین اور رحمۃ للعلمین کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عالمین (یعنی سارے جہان) اللہ کی ربوبیت کے محتاج ہیں، اسی طرح حضور ﷺ کی رحمت کے محتاج ہیں، یعنی اللہ کا جس پر بھی جو کرم بھی ہو گا، وہ حضور پرنور ﷺ کے وسیلے سے ہوگا، یا دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں، 'سب کو اللہ ہی دیتا ہے مگر جس کو وہ جو کچھ بھی دیتا ہے'۔ اپنے محبوب اکرم و اعظم ﷺ کے وسیلے سے ہی دیتا ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ سب کو اللہ کے محبوب اکرم و اعظم ﷺ ہی دیتے ہیں، مگر دیتے ہیں اللہ کے فضل سے، گویا اللہ کا فضل اصل میں اس کے حبیب اکرم ﷺ پر ہے اور ان کے واسطے سے باقی سب مخلوق پر۔ اسی لئے قرآن پاک میں بار بار رب نے اپنا تعارف، ربک (یعنی اے حبیب، تیرا رب) کہہ کر کرایا ہے۔ گویا یوں سمجھو رب العلمین کی اصل پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے حبیب کا رب ہے۔ گویا اصل میں رب بھی ایک ہے اور اس کی ربوبیت کی اصل جلوہ گاہ بھی ایک ہے جو اس کا مربوب ہے

رحمٰن و رحیم: اللہ کا نام رحمٰن بھی ہے اور یہ وہ پاک نام ہے جو اس کے سوا کسی دوسرے کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ یعنی ساری مخلوق میں کسی ایک ذات کو بھی یہ نام نہیں دیا جا سکتا، مگر نام 'رحیم' ایسا نہیں، اسے اللہ نے اسی قرآن پاک میں اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے بھی ذکر فرمایا اور بعض دوسرے بندوں کے لئے بھی مثلاً حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں فرمایا

رحمآء بینهم (سورۃ الفتح)

ترجمہ: وہ آپس میں رحیم ہیں

جس طرح 'رحیم' کا نام اللہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو دیا، اسی طرح اپنا نام 'رؤف' بھی آپ ﷺ کو عطا فرمایا،

چنانچہ اپنے بارے میں فرمایا

ان اللہ بالناس لرءوف رحیم ۝ (البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: بیشک اللہ لوگوں پر رؤف (بہت مہربان) رحیم (بے حد رحم فرمانے والا) ہے

اور حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا

بالمو منین رءوف رحیم ۝ (التوبہ......۱۲۸)

ترجمہ: نبی کریم اب ایمان والوں پر رؤف (بہت مہربان) رحیم (بے حد رحم فرمانے والے) ہیں

اسی طرح قرآن پاک میں بعض صفاتی نام اپنے لئے بھی اختیار فرمائے اوران کا اطلاق اپنے پاک بندوں پر بھی فرمایا مثلاً مو من، ملک، علیم، کریم، عظیم، حی (زندہ) حق، ملک (بادشاہ) علی (اعلیٰ شان والا) خبیر، شہید۔ مگر بعض نام ایسے ہیں جو اس کے سوا کسی کے لئے نہیں ہو سکتے مثلاً رحمن، معبود، رب العلمین، رب العرش۔ ہاں رب العلمین، رب العرش، رب الکعبہ، رب السماء و الارض وہی ذات پاک ہے مگر صرف 'رب' آقا و مولا اور بادشاہ کے معنی میں اسی قرآن پاک کی صرف سورۃ یوسف میں تین جگہ بادشاہ مصر وغیرہ کے لئے بھی آیا ہے۔ تو یہ شرک نہیں سکھایا گیا، مخلوق پر اس کا ایک ادنیٰ سا احسان جتایا جا رہا ہے۔

مالک یوم الدین: یقیناً مالک یوم الدین (یعنی روز جزا کا مالک) بھی وہی ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس دنیا کا مالک نہیں اور معاذ اللہ اس جہاں کا کوئی اور مالک ہے، نہیں ایسا نہیں، اب بھی وہی مالک ہے مگر آج اس کی بادشاہی کا انکار کرنے والے یا اس کی بادشاہی میں دوسروں کو شریک کرنے والے موجود ہیں مگر قیامت میں ایسا نہیں ہوگا۔ وہاں سب اپنے اقتدار و اختیار کے دعووں سے دستبردار ہو جائیں گے اور کوئی وہاں اس کے حضور دم نہیں مار سکے گا، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا کوئی محبوب بندہ بھی اس کے حضور کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا، نہیں ایسا بھی نہیں۔ اس دن یقیناً سب پر ہول طاری ہوگا، کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوگی، یہ قرآن پاک کی رو سے یوم الفزع الاکبر (یعنی بہت بڑی پریشانی کا دن ہوگا) مگر اس کے باوجود وہ اپنے بعض بندوں کو شفاعت کی اجازت بخشے گا۔ ظاہر ہے یہ شفاعت اس کے محبوب بندے ہی کر سکیں گے اور یہ شفاعت اہل ایمان ہی کے لئے مخصوص ہوگی۔ کوئی کافر، مشرک، ملحد، منافق اور شفاعت کا منکر اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا، چنانچہ آیۃ الکرسی میں فرمایا

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ؕ

ترجمہ: وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے

کفار کا یہ عقیدہ یقیناً غلط ہے کہ ان کے بت یا ان کے گرو شفاعت کر سکیں گے، نہ بتوں کو شفاعت کی اجازت ہوگی اور نہ کافر و مشرک شفاعت کے اہل ہوں گے (کہ اللہ کا کوئی محبوب ہی ان کی شفاعت کر سکے اور اللہ کے محبوبوں کو اپنے دشمنوں کی شفاعت سے دلچسپی بھی کیا ہوگی)۔ دوسرے مقام پر مزید وضاحت فرما دی

لا یملکو ن الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھداً (مریم......۸۷)

ترجمہ: لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنھوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام، اولیاء و صلحا علیہم الرحمہ شفاعت فرمائیں گے مگر اس کا دروازہ اللہ کے سب سے بڑے حبیب اکرم

ﷺ ہی کھولیں گے۔اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا

انا سید ولد ا دم یو م القیمة و اول من ینشق عنه القبر واول شا فع واول مشفع (مسلم)

ترجمہ: قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار میں ہوں، سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہوگی۔

ترمذی اور دارمی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ کریمہ بھی ہیں

الکرا مة والمفا تیح یو مئذ بیدی

یعنی قیامت کے دن عزت اور چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ عزت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، بالکل اسی طرح ہے جیسے رب مالک یو م الدین ہے۔ یعنی وہ مالک تو اب بھی ہے، مگر آج منکر اسے اپنا مالک تسلیم نہیں کرتے۔ ہاں قیامت کے دن کوئی اس کے مالک ہونے کا انکار نہیں کر سکے گا۔ یونہی عزت اور چابیاں اب بھی حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں مگر آج دنیا میں دشمن اسے تسلیم نہیں کرتے بلکہ عام انسانوں کی طرح حضور پرنور ﷺ کو 'بے بس' ہی معاذ اللہ مانتے ہیں مگر قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اللہ کے حبیب ﷺ کا اقتدار واختیار دیکھیں گے اور وہاں کوئی انکار نہیں کر سکے گا، بلکہ حقیقت وہی ہے جو حضرت حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

حضور ﷺ کی شان وشوکت اور عزت ووجاہت کا ظہور یوں بھی ہوگا کہ آپ کے نائبین اور امت کے صلحاء کو بھی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے

یشفع یو م القیمة ثلثة ںالا نبیا ء ثم العلما ء ثم الشھداء (ابن ماجہ۔ مشکوۃ)

ترجمہ: قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے، پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہدا۔

ایک اور حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو

ان من امتی من یشفع للفئام و منھم من یشفع للقبیلة و منھم من یشفع للعصبة و منھم من یشفع للرج حتیٰ ید خلوا الجنة (ترمذی)

ترجمہ: میری امت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک پوری جماعت کی شفاعت کریں گے اور ان میں سے بعض ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے اور ان میں سے بعض ایک کنبے کی اور بعض ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ (یہ سب) جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

بعض لوگ حضور پرنور ﷺ کے فضائل وکمالات کے ذکر سے بہت چڑتے ہیں مثلاً ان کے نزدیک خدا کے مالک روز جزا ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں اس کے فرمانبردار اور نافرمان بندوں کا ایک ہی حال ہو، اور کوئی بھی کسی قسم کی عزت سے سرفراز نہ ہو۔ افسوس ان کے

بغض نے انھیں ایسا اندھا کردیا ہے کہ یوم الدین (روز جزا) کے الفاظ پر بھی غور نہیں کرتے، جناب یوم قیامت روز جزا کا نام ہے تو کیا اچھوں، بروں اور مسلمانوں، کافروں کی ایک ہی طرح کی جزا ہونی چاہئے اور پھر جب اہل ایمان کے ایمان واعمال میں فرق ہوتو کیا سب مومن ایک ہی درجے میں ہوں گے اور جب مومنوں کے درجے اور ان کی جزائیں مختلف ہیں تو کیا نبی اور امتی کی جزا ایک سی ہوسکتی ہے۔ افسوس نبیوں کو بھائی سمجھنے والوں کی مت ایسی ماری گئی ہے کہ انھیں برابری کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ بدبختوں کو اتنی عقل نہیں کہ جو دنیا میں سب نبیوں کا سردار بن کے آیا، قیامت کے دن اس کا اجر بھی بے حساب ہونا چاہئے۔ کیا قرآن پاک کا فرمان یاد نہیں

ولسوف یعطیک ربک فترضی (الضحیٰ۔۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

روایت ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضور پرنور ﷺ نے فرمایا..... **اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار** یعنی میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔

آیت کا مضمون ایک حدیث کے آخری حصے میں آتا ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے فرمایا

انا سنرضیک فی امتک و لا نسوک (مسلم شریف)

ترجمہ: ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں راضی کردیں گے۔

وہی معبود ہے اور وہی مستعان حقیقی: عبادت کے معنی ہیں تعظیم کا سب سے اعلیٰ درجہ یقیناً اس کے لائق وہی ہے جو سب سے بڑا ہے اور وہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ، تعظیم کے دوسرے درجوں کو عبادت نہیں کہتے، اس لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

ذلک و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (الحج۔۳۲)

ترجمہ: بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

چنانچہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم بھی اگرچہ اعلیٰ تعظیم ہے مگر عبادت نہیں، عبادت تو تعظیم کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ جس طرح اللہ کی نشانیوں کی تعظیم عبادت نہیں، یونہی اللہ کے نبیوں، رسولوں علیہم السلام کی تعظیم، صحابہ، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی تعظیم، پیرومرشد، اساتذہ و والدین بلکہ اپنے کسی بڑے کی تعظیم بھی عبادت نہیں ہوگی۔ بلکہ اللہ کی نشانیاں تو اللہ والوں کی نسبت ہی سے اللہ کی نشانیاں بنتی ہیں۔

یقیناً عبادت (یعنی سب سے بڑی تعظیم) کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں، جن لوگوں نے اس کے سوا کسی کو بھی عبادت کے لائق جانا، مشرک ہوگئے۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھنے والا مشرک ہوجاتا ہے اور اس کی شفاعت وبخشش ناممکن ہوتی ہے، یونہی اس کے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی تعظیم کے منکر بھی کافر ہیں اور شفاعت وبخشش کے اہل نہیں، اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن پاک میں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اس کے ساتھ ہی اپنے محبوب اعظم ﷺ کی تعظیم بھی سکھائی۔ چنانچہ فرمایا

یایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصوا تکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم

لبعض ان تحبط اعما لکم و انتم لا تشعر ونO (الحجرات:۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمھارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔

اعمال ضبط ہونا صرف اسی صورت میں متصور ہوگا جب انسان کافر و مشرک ہو جائے، سرسری نظر سے دیکھا جائے تو کسی کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنا توہین کا سب سے ادنیٰ درجہ ہی ہو سکتا ہے تو سوچئے جس محبوب اعظم واکرم ﷺ کی سب سے ادنی سی توہین کفر کے برابر ہو، اس کے علم واختیار کا انکار کتنا بڑا کفر ہوگا۔ ہاں ہاں جس قرآن پاک میں والدین کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا گیا۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایا ہ و با لوالدین احسا نا ط اما یبلغن عندک الکبر احد ھما او کلھما فلا تقل لھما اف و لا تنھر ھما و قل لھما قولا کریما o (بنی اسرائیل ۲۳)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ (اے لوگو) اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک رکھو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو (اے مخاطب) انہیں اف (تک) نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔

اس کی رو سے صاحب قرآن ﷺ کی تعظیم کتنی ضروری ہوگی۔

آج کل بعض لوگوں نے اس نکتے کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور محبوبان خدا کی تعظیم کرنے والوں کو 'مشرک' ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ تعظیم کے سب سے اعلی درجے کو نہیں بلکہ ہر درجے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ یہی فرق تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ملعون منافقوں کے طرز فکر میں۔

چنانچہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سے جب کہا گیا کہ چلو حضور ﷺ کی بارگاہ میں، تمھیں معافی دی جائے، تو بولا

امر تمو نیی ان اومن فا منت وامر تمونیی ان اعطیی زکا ۃ ما لیی فاعطیت فما بقیی الاان اسجد المحمد (تفسیر جامع البیان، جلد ۱۴)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم نے مجھے ایمان لانے کا حکم دیا تو میں ایمان لے آیا، تم نے مجھے اپنے مال سے زکوۃ دینے کا حکم دیا تو میں نے وہ بھی دے دی، سواب میرے لئے اس کے سوا کیا رہ گیا کہ **محمد** کو سجدہ کروں۔

دیکھا آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے نبی حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں سراپا ادب ہونا اسے برداشت نہیں ہو رہا۔ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو مسجود (ومعبود) ٹھہرالیا ہے۔ آج کل بھی بعض ایسے لوگ اہل ایمان کو اولیاء اللہ کا ادب کرتے دیکھتے ہیں تو اسی قسم کا تبصرہ کرتے ہیں کہ تم نے تو پیروں فقیروں کو خدا بنالیا ہے۔

(جاری ہے)

مسائل دینیه

عوام کی رہنمائی اور فلاح کیلئے قرآن وسنت کی روشنی میں سوالات کے جوابات

محقق دوراں حافظ ابوابراہیم آسوی (مدینہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین سوال:

شاہدرہ لاہور سے حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور ,,مجلہ الحقیقہ،، کے پرانے قارئین میں سے جناب بھائی شہزاد عطاری اور بھائی کامران حیدر صاحب نے تین سوال پوچھے ہیں جن کے جوابات حاضر ہیں۔

(۱) کیا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے والی وہ رکعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) کیا نماز جنازہ میں امام اور مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے؟

(۳) حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں؟

سوال نمبر ۱: کیا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے والی وہ رکعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین حدیث کے منکر ہیں لہذا یہ اہل سنت نہیں ہو سکتے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد نے اپنی کتاب ,,دلیل الطالب،، میں حدیث کا انکار کرتے ہوئے صاف لکھ دیا ,, کہ امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والا وہ رکعت دوبارہ پڑھے اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی۔ یہ حدیث کا مقابلہ اور شدت پسندی نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح محمد اقبال کیلانی صاحب غیر مقلد اپنی کتاب ,,نماز کے مسائل،، کے ص:78 مسئلہ :191 پر لکھتے ہیں: رکوع میں شامل ہونے والے نمازی کو اپنی رکعت دوبارہ ادا کرنی چاہئے۔ اور یہ کتاب سعودی عرب کے ہر مکتبہ سے مل رہی ہے اور اس کے کئی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ آپ غور کریں کس دیدہ دلیری سے حدیث کا انکار کیا جا رہا ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں یہ کتنا بڑا جھوٹ اور فراڈ ہے یہ اہل حدیث نہیں بلکہ منکر حدیث اور وہابی ہیں۔

اس پر کیا دلیل ہے کہ رکوع میں ملنے کی وہ رکعت ہو جاتی ہے تو سنئے اور فرمان رسول ﷺ پر دل وجان سے قربان ہو جایئے۔ اور حدیث بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح جنہیں غیر مقلدین کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَيْئاً وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ

وفی لفظ له- مَنْ أَدْرَكَ الركوعَ أَدْرَكَ الركعةَ

جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکوع پا لیا اس نے رکعت پالی۔ (الارواء الغلیل از ناصر الدین البانی (جلد ۲ رقم الحدیث ۴۹۶) اس حدیث کو غیر مقلد محدث ناصر الدین البانی نے الارواء الغلیل میں صحیح قرار دیا ہے (ابوداود حدیث 759-۸۹۳ کتاب الصلاۃ باب فی الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع۔ مشکوۃ حدیث ۱۱۴۳ کتاب الصلاۃ باب ماعلی الماموم۔ سنن الکبری للبیہقی ۲۴۰۷ جلد ۲ ص ۸۹ باب ادراک الامام فی الرکوع)

معلوم ہوا کہ امام کی فاتحہ مقتدی کے لئے کافی ہے اور مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ورنہ فرض رہ جانے پر رکعت نہ ملتی۔

سوال: اگر رکوع میں ملنے والا تکبیر تحریمہ نہ کہے ویسے ہی رکوع میں چلا جائے کیا اس کی وہ رکعت ہو جائے گی؟

جواب: اس کی وہ رکعت نہیں ہوگی کیونکہ تکبیر تحریمہ (پہلی تکبیر) فرض ہے اور فرض کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

سوال: اگر رکوع میں ملنے والا تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد قیام نہ کرے ویسے ہی رکوع میں چلا جائے کیا اس کی وہ رکعت ہو جائے گی؟

جواب: اس کی وہ رکعت نہیں ہوگی کیونکہ تکبیر تحریمہ کے بعد کم از کم ایک تسبیح کی مقدار قیام فرض ہے اور فرض کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اگر تکبیر تحریمہ اور قیام کی طرح مقتدی پر سورہ فاتحہ بھی فرض ہوتی تو سورہ فاتحہ پڑھے بغیر مقتدی کی وہ رکعت نہ ہوتی اور جب حدیث پاک سے ثابت ہے کہ اس کی وہ رکعت ہو جاتی ہے تو ثابت ہو گیا امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اگر آپ حدیث پر عمل کے مدعی ہیں تو خواہ مخواہ کی ضد چھوڑ کر حدیث پر عمل کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ترک کر دیں یا پھر اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانا بند کر دیں۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حالتِ رکوع میں شمولیت

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ تک پہنچے حالانکہ آپ اس وقت رکوع میں تھے تو انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا تو فرمایا: اللہ تمہاری حرص بڑھائے دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ (بخاری حدیث ۷۸۲ کتاب الاذان باب اذا رکع دون الصف۔ مشکوۃ حدیث ۱۱۱۰ کتاب الصلاۃ باب ماعلی الماموم)

حضرت ابوبکرہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع میں اسی خیال سے گئے تھے کہ رکوع میں ملنے سے بغیر فاتحہ کے رکعت ہو جائے گی۔ ورنہ جلدی کی کیا ضرورت تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کے ذہن کی تردید نہیں فرمائی اگر آپ کی وہ رکعت نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرما دیتے ابوبکرہ تمہاری ایک رکعت رہ گئی ہے وہ دوبارہ ادا کرو آپ نے ایسا نہیں فرمایا تو گویا رسول اللہ ﷺ نے بھی مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے

آپ نے صرف اتنا ارشاد فرمایا: اللہ تمہاری حرص بڑھائے دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا یہ ارشاد (وَلَا تَعُدْ) اس ارشاد کے مشابہ ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا،، نماز کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ،، حدیث کا مطلب یہ ہے ﴿وَلا ليس عليك أن تركع حتى تصل إلى موقفك لما في ذلك من التعب كما ليس عليك أن تسعى إذا سمعت الإقامة﴾ کہ صف میں ملنے سے پہلے رکوع نہ کرو کیونکہ اس میں مشقت ہے اسی طرح اقامت سن کر

رکعات حاصل کرنے کے لئے نہ دوڑو۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ۲۳۶۵ جلد ۲ ص ۹۰)

﴿باب من ركع دون الصف وفي ذلك دليل على إدراك الركعة ولولا ذلك لما تكلفوه﴾

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کی وہ رکعت ہو جاتی ہے اگر وہ رکعت ہوتی تو یہ تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: کہ طبرانی نے امام حسن سے نقل کیا ہے کہ نماز کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کس نے ایسا کیا تو حضرت ابوبکرہ نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کیا تاکہ آپ کے ساتھ میری یہ رکعت فوت نہ ہو جائے (فتح الباری باب اذا رکع دون الصف)

نبی کریم ﷺ کے اس واضح فرمان کے بعد کسی کو یہ جراءت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ رکوع میں ملنے والے کو رکعت لوٹانے کا کہے۔ جو ایسا کہتا ہے گویا وہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ایک نیا دین اور ایک نئی شریعت پیش کر رہا ہے۔ جس کا دین محمدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جمہور علماء امت کا مسلک: ابن تیمیہ نے فتاوی میں نواب صدیق حسن خاں نے ,,بدور الاہلہ،، شمس الحق عظیم آبادی نے ,,عون المعبود،، میں اور شوکانی نے ,,نیل الاوطار،، میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ جمہور علماءِ امت کا مسلک یہی ہے کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار ہوگی۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں: والمسبوق إذا لم يتسع وقت قيامه لقراءة الفاتحة فإنه يركع مع إمامه ولا يقرء الفاتحة باتفاق الائمة وإن كان فيه خلاف فهو شاذ. جماعت میں تاخیر سے شامل ہونے والے شخص کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا وقت نہ ملے تو وہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور فاتحہ نہ پڑھے۔ اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ اس سلسلہ میں اختلاف کی حیثیت شذوذ کے مترادف ہے۔ (مختصر فتاوی ابن تیمیہ ص 59)

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں۔

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی پوری رکعت شمار ہوگی مگر بعض علماء اس کے مخالف ہیں۔ (بدور الاہلہ)

الغرض موصوف کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ جمہور کا مسلک یہی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ موصوف اپنی مسلکی مجبوریوں کی وجہ سے جمہور علماء کا رستہ چھوڑ گئے۔

مشہور غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا ہے۔ کہ قاضی شوکانی نے ابتداء ,,نیل الاوطار،، میں یہی لکھ ہے۔ کہ رکوع میں شامل ہونے سے وہ رکعت شمار نہیں ہوتی لیکن بالاخر ,,فتح الربانی فتاوی الشوکانی،، میں اس قول سے رجوع کر لیا اور جمہور کے مسلک کو راجح قرار دیا چونکہ اس کے دلائل موجود ہیں ملاحظہ ہو۔ (عون المعبود: الرجل یدرک الامام ساجدا)

جمہور کا مسلک اختیار کرنا چاہئے اور حدیث پر عمل کر کے اہل حدیث ہونے کے دعوئ پر دلیل قائم کرنی چاہئے کیونکہ دعوی بلا دلیل مردود ہے۔ خير الكلام ما قَلَّ ودَلَّ۔

سوال نمبر۲: نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ:

☆ نماز جنازہ کو نماز کہنا مجازاً ہے کیونکہ اس میں نماز کے شرائط ستر عورت اور استقبال قبلہ وغیرہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ اپنی اصل کے اعتبار سے یہ نماز نہیں بلکہ ایک مخصوص طریقہ سے میت کے لئے دعا واستغفار ہے۔ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: نماز جنازہ سے مقصود میت کے لئے دعا کرنا ہے۔ اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے جنازہ کی دعائیں اس کثرت سے نقل کی گئیں کہ فاتحہ یا درود شریف کا پڑھنا اس طرح نقل نہیں کیا گیا۔ (زادالمعاد 141/1)

☆چونکہ نماز جنازہ اپنی اصل کے اعتبار سے دعا ہے۔اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے۔اس لئے نماز جنازہ میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے۔کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے اور پھر میت کے لئے دعا ہوتی ہے۔

☆کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہو ابن القیم لکھتے ہیں:

ترجمہ۔اور نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ میں قراءت فاتحہ کا حکم دیا ولا یصح اسنادہ مگر اس کی سند صحیح نہیں ہے۔(زاد المعاد 141/1)

☆نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی سب سے صحیح حدیث وہ ہے جسے امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ترجمہ:حضرت طلحہ بن عوف نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا: (میں نے اسے اس لئے پڑھا) کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔(بخاری حدیث:1249- 1335 مشکوۃ 1654 نسائی 1961 ترمذی 948)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت نہیں جانتے تھے۔اور نہ پڑھتے تھے اس لئے جب آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی تو صحابہ کو تعجب ہوا تب آپ نے معذرت کے طور پر کہا کہ میں نے اسے اس لئے پڑھا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے بلکہ سنت لغوی فرمایا کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ بجائے ثناء اور دعاء کے یہ پڑھ لی جائے احناف بھی کہتے ہیں کہ یہ بہ نیت دعا یا ثناء الحمد پڑھنا جائز ہے بہ نیت تلاوت منع۔نبی کریم ﷺ سے کہیں ثابت نہیں کہ آپ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو۔صحابہ کرام بھی جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔

امام مالک سعید مقبری سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جاتی ہے۔انہوں نے فرمایا:بخدا میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔میں جنازہ کے گھر سے اس کے ساتھ ہولیتا ہوں جب جنازہ نماز کے لئے رکھا جائے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی حمد وثنا کرتا ہو۔رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں پھر یہ دعا پڑھتا ہوں ﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وابنُ أَمَتِكَ كان يشهد أن لا إله إلا أنت وأنَّ محمدًا عبدُك ورسولُك وأَنْتَ أَعْلَمُ به اَللّٰهُمَّ إِنْ كان مُحْسِنًا فَزِدْ فی إِحْسَانِهِ وإن كان مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اَللّٰهُمَّ لا تَحْرِمْنَا أَجْرَه ولا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ﴾

موطا امام مالک کتاب الجنائز باب مایقول المصلی علی الجنائز حدیث 479۔موطا امام محمد کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی المیت والدعاء لہ حدیث 311)

قال محمد وبهذا نأخذ، لا قراءة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة

امام محمد فرماتے ہیں: کہ ہمارا اس پر عمل ہے۔جنازہ میں قراءت نہیں۔اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔اور امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔(موطا امام مالک کتاب الجنائز باب مایقول المصلی علی الجنائز حدیث 479)ابن وہب کہتے ہیں کہ بہت سے اہل علم مثلاً (صحابہ کرام میں سے) حضرت عمر بن خطاب حضرت علی بن ابی طالب حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت فضالہ بن عبید حضرت ابو ہریرہ حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت واثلہ بن اسقع۔(اور تابعین میں سے) قاسم بن محمد سالم بن عبد اللہ،سعید بن مسیب،عطاء بن ابی رباح۔یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہم نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔

ابن وہب کہتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا: ہمارے شہر میں اس پر عمل نہیں نماز جنازہ صرف دعا ہے۔میں نے اپنے شہر (مدینہ منورہ) کے

اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔ (مدونہ کبریٰ 158/1)

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے دلائل کا تجزیہ

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں:

چونکہ باقی فرض نمازوں میں قراءت فرض ہے اور نماز جنازہ بھی فرض ہے اس لئے اس میں بھی قراءت فرض ہے۔ (المہذب مع المجموع 232/5)

لیکن یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ دیگر فرض نمازوں سے اپنے ارکان کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مثلاً باقی نمازوں میں رکوع اور سجود بھی فرض ہے جبکہ اس میں رکوع سجود فرض نہیں ہے۔

امام نووی اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا: (میں نے اسے اس لئے پڑھا) کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: جب صحابی کسی مسئلہ میں کہیں کہ یہ سنت ہے تو مذہب صحیح یہ ہے کہ وہ حدیث مرفوع ہوتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اس مسئلہ میں دیگر دلائل سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ (شرح المہذب 432/5)

علامہ نووی کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ جس خبر واحد میں کسی مسئلہ کے مسنون ہونے کی تصریح ہو اس خبر واحد سے اس مسئلہ کی فرضیت پر استدلال کس طرح درست ہو سکتا ہے! جبکہ یہ امر بھی قطعی نہیں ہے کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا سنت صحابہ، اور چونکہ دیگر دلائل سے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے۔ اس لئے یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ میں سورہ فاتحہ کو تکبیر اولی کے بعد بطور دعا اور ثناء پڑھا تھا کیونکہ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس سے دعا کا مفہوم ہے اور پہلی تکبیر کے بعد نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی اعتبار سے سورہ فاتحہ پڑھی کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: افضل دعا الحمد للہ ہے۔ (ترمذی 3305) اس حدیث کے علاوہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے سلسلے میں جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ علامہ نووی نے بھی ,,شرح المہذب،، میں اس کا اعتراف کیا ہے اور صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکور الصدر روایت کو لائق استدلال قرار دیا ہے۔

نمازہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے والی احادیث کا ضعف:

☆ ابن ماجہ نے ام شریک سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں فاتحۃ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ ابن ماجہ حدیث 1496-1485

حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے اور ناصر الدین البانی نے بھی اس کو ابن ماجہ کی تحقیق میں ضعیف قرار دیا ہے۔ اس میں شہر بن حوشب راوی ہے اس کو بیہقی اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی۔ ابن ماجہ 1484-1495 ، ترمذی 1026-947، مشکوۃ 1673)

اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان اور ابو شیبہ ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے۔ ان حدیث کو صادق سیالکوٹی نے اپنی کتاب ,,صلوۃ الرسول،، کے صفحہ 434 پر درج کیا ہے، وہابی ایسی ہی ضعیف حدیثوں سے کام چلا رہے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں اگر سچے ہوتے تو حدیث کی سند بیان کرتے اس کی جرح و تعدیل بیان کرتے جس کا دل چاہتا عمل کرتا نہ

چاہتا کرتا کسی کو دھوکے میں تو نہیں رکھنا چاہئے فضائل اعمال میں تو ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے احکام میں جائز نہیں اور فضائل اعمال میں حدیث کے ضعف کا بیان بھی ضروری نہیں ہوتا۔ ہم فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کریں تو یہ شور مچاتے ہیں لیکن خود احکام میں بھی ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) حدیثیں بیان کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

☆طبرانی نے ام عفیف سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو فاتحہ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کی سند میں عبدالمنعم ابوسعید نام کا ضعیف راوی ہے۔

☆طبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحہ الکتاب پڑھو۔ اس میں معلیٰ بن حمران ہے جو کہ ضعیف ہے۔

☆طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ پڑھا الحمد للہ رب العالمین۔ اس کی سند میں ناہض بن قاسم مجہول ہے۔

☆طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پر بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھی پھر دوسری تکبیر کے بعد دعا کی۔ اس حدیث کی سند میں یحیٰ بن یزید بن عبدالملک نوفل نام کا ضعیف راوی ہے۔

☆امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات پڑھیں اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی۔ اسی سند سے اس حدیث کو امام حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن ابو یحیٰ ہے جو کہ متروک ہے اور عبد اللہ بن محمد عقیل ہے جو انتہائی ضعیف ہے۔

نماز جنازہ میں اگر سورہ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھی جائے تو بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے

اوپر والے مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے اگر سورہ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھی جائے تو بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے کیونکہ دعا میں اخفاء بہتر ہے اور نماز جنازہ بھی دعا ہے اس کو فرض پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اب بھی حرمین شریفین میں نماز جنازہ میں بلند آواز سے نہیں پڑھا جاتا۔

حدیث: حضرت ابی امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ (بہ نیت دعا) دل میں آہستہ پڑھے پھر (دوسری تکبیر میں) نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر (تیسری تکبیر میں) خلوص دل سے میت کے لئے دعا کرے اور ان تکبیرات کے دوران قراءت نہیں پھر آہستہ سلام پھیرے۔ (رواہ الشافعی رقم 581 فی صلاۃ الجنائز واحکامہا ص 23، نیل الاوطار 101/1)

سوال نمبر۳

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات: حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی حیات خضر علیہ السلام پر طویل بحث کی ہے اور جن روایات سے حیات خضر پر استدلال کیا جاتا ہے ان کی اسانید پر جرح کی ہے، اور یہ ذکر کیا ہے کہ جمہور علماء حیات کے قائل ہیں اور ان کے دلائل کو رد کیا ہے لیکن اپنا مختار ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباری ج6 ص436)

حافظ ابن حجر عسقلانی کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا کہ حضرت خضر نے آب حیات پی لیا تھا اس لئے وہ عرصہ دراز سے زندہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ یہ سب اسرائیلی روایات ہیں اور علامہ ابو جعفر منادی نے ایک کتاب لکھ کر یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی نقول پر اعتماد نہیں کرنا

چاہئے۔(فتح الباری ج8ص415)

صاحبِ روح المعانی علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام کی حیات میں اختلاف ہے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں امام بخاری سے حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی حیات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا وہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے فرمایا: جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۲) یہ حدیث تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی۔

امام بخاری کے علاوہ قاضی ابو یعلی نے بعض اصحاب محمد ﷺ سے حضرت خضر علیہ السلام کی موت کو نقل کیا ہے اور حضرت خضر کی زندگی کس طرح معقول ہوگی جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی جمعہ پڑھا نہ کسی جماعت میں شریک ہوئے نہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی جہاد میں گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے لئے کوئی اور چارہ کار نہ تھا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تو ان کے ساتھ والے سب فوت ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کی نسل کے سوا کوئی باقی نہیں بچا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بشر کا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر قیامت تک زندہ رہنا صحیح ہوتا تو یہ اللہ کی آیات میں سے ایک عظیم آیت تھی اور قرآن مجید میں اس کا متعدد جگہ ذکر کیا جاتا کہ یہ آیاتِ ربوبیت میں سے ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو سال زندہ رکھا اس کا ذکر کیا ہے تو جو اس سے کئی گنا زیادہ زندہ ہے اس کا بدرجہ اولیٰ ذکر کرنا چاہئے تھا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا قول کرنا، بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک قول کرنا ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس پر قرآن مجید، سنت واجماعِ امت کی دلالت ہوتی۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر زیادہ سے زیادہ جو دلیل دی جاتی ہے وہ چند حکایات منقولہ ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت خضر علیہ اسلام کو دیکھا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے والے نے کس علامت سے پہچانا کہ یہ خضر ہیں اور بہت سے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں، لیکن دیکھنے والے نے کس دلیل شرعی سے اس قول کی تصدیق کی؟

ساتویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصاحبت نہیں کی اور فرمایا ﴿ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے ﴾ تو جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے اولوالعزم نبی کے ساتھ مصاحبت پر راضی نہیں تھے تو عوام کے ساتھ ملاقات اور ان کے ساتھ مصاحبت پر کیسے راضی ہوں گے جن میں سے اکثر لوگ غیر متشرع ہوتے ہیں اور طریقت ومعرفت کے دعویدار ہوتے ہیں۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور اسلام کی سرحدوں پر پہرہ دینا، باجماعت نماز پڑھنا اور جمعہ پڑھنا اور امت کے ان پڑھ لوگوں کو وعظ کرنا، جنگلوں صحراؤں اور میدانوں کی سیر وسیاحت سے کئی درجہ افضل ہوتا۔

تمام بحث وتمحیص کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے ان علماء کے نظریہ کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جو حضرت خضر کی وفات کے قائل ہیں، اور ان احادیث کے ظاہر سے عدول کرنے کا کوئی مقتضی نہیں ہے۔ ماسوا ان حکایات کے جو بعض صالحین سے منقول ہیں جن کی صحت کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ (روح المعانی ج 15 ص 474-461)

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

یہ اشکال صرف حضرت مجدد الف ثانی کے کلام سے حل ہو سکتا ہے جب آپ سے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور وفات کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے اور اس مسئلہ کے انکشاف کی درخواست کی۔ تو آپ نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت مجدد نے ان سے ان کے حال کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا میں اور الیاس زندوں میں سے نہیں ہیں بلکہ اللہ سبحانہ نے ہماری روحوں کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ ہم اجسام میں متشکل ہو جاتے ہیں اور زندہ لوگوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ گم کردہ راہ لوگوں کو راستہ دکھاتے ہیں اور اللہ کی اجازت سے مظلوم کی دادرسی کرتے ہیں اور علم لدنی کی تعلیم دیتے ہیں، اور جس کے لئے اللہ چاہتا ہے اس کو نسبت عطا کرتے ہیں اور اللہ تعالی نے ہمیں اولیاء اللہ میں سے اس قطب مدار کا مددگار بنادیا ہے جس کو اللہ تعالی نے اس جہان کا مدار بنادیا ہے اور اس جہان کی بقا اس کے وجود کی برکت اور اس کے فیضان سے ہے، اور اس زمانہ کا قطب یمن کے ملک میں فقہ شافعی کا مقلد ہے اور ہم اس قطب کی اقتداء میں مذہب شافعی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں: اس کشف صحیح کی وجہ سے تمام اقوال میں تطبیق ہو جاتی ہے اور اشکال دور ہو جاتا ہے۔ (تفسیر المظہری ج۶ ص۲۳)

اس مسئلہ کی تفصیل جاننے کے لئے (شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی ج۶ ص853-859 اور تفسیر تبیان القرآن ج7 ص165-170) کا مطالعہ کریں۔

حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کی تحقیق:

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ وہ ولی ہیں یا نبی۔ قشیری کا قول ہے کہ وہ ولی ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں، یہ ایک جماعت کا معتمد ہے، ثعلبی اور ابن جوزی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو قتل کردیا اور فرمایا ﴿وما فعلتہٗ عن امری﴾ میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ انہوں نے وحی سے اس کو قتل کیا ہے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے۔ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے اور حرمت صرف دلیل قطعی سے اٹھ سکتی ہے۔ اگر حضرت خضر علیہ السلام ولی ہوتے اور الہام کی بنا پر اس کو قتل کرتے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ الہام دلیل ظنی ہے اور دلیل ظنی کی بنا پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز تکوینی امور میں حضرت خضر علیہ السلام کا علم حضرت موسی علیہ السلام سے زیادہ تھا اور یہ جائز نہیں کہ ولی کا علم نبی سے زیادہ ہو۔ (تفسیر تبیان القرآن ج7 ص161)

کیا حضرت خضر علیہ السلام فرشتہ تھے؟

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا نبی ہونا یا ولی ہونا تو الگ رہا وہ سرے سے انسان ہی نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) اسے کہتے ہیں نیم ملا خطرہ ایمان

قرآن میں صاف لکھا ہے کہ ﴿استطعما اھلھا﴾ ان دونوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا۔ اور یہ بات حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کھانے کی احتیاج انسانوں کو ہوتی ہے فرشتوں کو نہیں بلکہ فرشتوں کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانا رکھا انہوں نے ذرہ بھر بھی نہیں کھایا۔ حضرت خضر علیہ السلام کا کھانا طلب کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام انسان تھے فرشتے نہ تھے۔ (تفسیر تبیان القرآن ج7 ص164)

---☆☆☆---

اے امت مسلمہ کے بیٹو اور بیٹیو

کیاتم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بھول گئے

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہیں پتھروں کے سامنے سجدہ ریز کر کے تمہیں ذلیل کیا جاتا تھا، تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے ان بتوں کو توڑا اور تمہارا رشتہ تمہارے خالق و معبود حقیقی سے جوڑا

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہیں شراب، جوئے، بدکاری اور فحاشی کا دلدادہ بنا کے تمہیں 'انسانیت' ہی سے عاری کر دیا گیا تھا' تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہیں مقصد تخلیق سے آگاہ کر کے تمام اقوام جہاں کا امام اور دنیا بھر کے انسانوں کا رہنما بنا دیا،

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب ماں باپ اپنی بچی کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اور بیٹے سوتیلی ماؤں کے خود وارث و مالک بن جایا کرتے تھے، تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء نے تمہیں اپنی بچیوں بلکہ جہاں بھر کی خواتین بلکہ ساری انسانیت کا محافظ بنا دیا اور ماؤں، بہنوں اور بیویوں ہی کے نہیں، پڑوسیوں اور سب رشتہ داروں کے حقوق سکھا کر تمہیں رحم و کرم سے آشنا کیا،

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تم ظلمتِ اوہام میں کھوئے ہوئے تھے، تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے نور سے تمہیں اندھیروں سے نکالا' عقل و تدبر کی راہ پر ڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے تم دنیا میں سائنس و حکمت کی بنیاد رکھنے والے بن گئے۔

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہارے پاس زندگی کا کوئی دستور نہیں تھا اور انسانیت کا قافلہ کسی گائیڈ لائن کے بغیر زندگی کی تاریک راہوں پر بغیر کسی منزل کے ٹامک ٹوئیاں مارتا ہوا جا رہا تھا، تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں قرآن جیسا دستور حیات لا کر دیا جس کی روشنی آج بھی ہر روشنی سے بے نیاز کرنے کے لئے کافی ہے، ذرا سوچ کملی والے آقا (علیہ التحیۃ والثنا) کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ خوب کہا ایک پنجابی شاعر نے

نور ازلی چمکیا ، غائب ہنیرا ہو گیا

کملی والا آ گیا، تھاں تھاں سویرا ہو گیا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں کہ تم سوئے ہوئے تھے بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور تمہارا آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا تمہارے غم میں بیقرار رہتا تھا اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر تمہاری بخشش کے لئے دعائیں کرتا تھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہیں تمہارے عزیز تمہیں قبر میں لٹا کر لوٹ آئیں گے اور دو جہان کے غمگسار آقا علیہ التحیۃ وہاں بھی تمہیں نوازنے کے لئے تشریف لائیں گے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب قیامت کے میدان میں کوئی پرسان حال نہیں ہوگا اور ہر زبان نفسی، نفسی، پکار رہی ہوگی مگر تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا وہاں بھی امتی، امتی، فرما کر اپنے رب کے فضل سے تمہیں اپنے کوثر سے شربت پلائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا

صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کیا تمہیں احساس نہیں، آج بھی اللہ کے بعد اللہ کے فضل سے ہمارا سب سے بڑا سہارا، سب سے بڑا بیکس نواز، سب سے بڑا مشکلکش، سب سے بڑا حاجت روا، سب سے بڑا المحافظ، سب سے بڑا شفیع وہی آقا و مولا ہے (علیہ التحیۃ والثنا)

اس کے باوجود ہمیں اس کے احسانات کی قدر نہ ہوا اور جب بھی کبھی تمہاری پسند، ناپسند کا امتحان ہو تو تم اسی آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی سنت کے برعکس اس کے دشمنوں کے طور طریقوں کو قبلہ عمل بناؤ، کبھی تو اس کی محبت وشفقت کا پاس کرو، کبھی تو اس کی خوشنودی کو سامنے رکھو، کبھی تو اس کی رضا کا خیال کرو، کبھی تو اسکے کلمے کی لاج رکھو

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

کتنے غضب کی بات ہے

میرے بھائیو! تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہیں خلافت الہیہ کا تاج پہنا کر مشرق ومغرب بلکہ مہر ومہ ونجوم کا حاکم بنایا ہے اور تم اس کے دشمنوں کے کہنے پر 'ناچ گانے' کے شوقین ہو جاؤ۔ ایک 'رقاص' جو شاید کسی رقاصہ کی اولاد ہو، تمہیں نچانا چاہے تو تم بھول جاؤ کہ تمہارا کام ناچنا نہیں، زمانے کو اپنے اشارہ ابرو پر چلانا ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ بارک وسلم

کتنے غضب کی بات ہے میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! میرے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہارے ننگے سر کو اور ننگے بدن کو عفت وحیا کے لباس سے آراستہ فرمایا اور تم ہو کہ اس سے محروم ہو کر پھر جنس سر بازار بننا پسند کرتی ہو۔ تمہیں اس بے آبروئی پر احتجاج کرنا چاہئے تھا نہ یہ کہ خود شوق سے ایک شیطان کے کہنے پر 'بے پردہ ہو جاؤ' ہاں ہاں تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے باپردہ کر کے تمہیں تباہی و بربادی سے بچالیا اور تم ہو کہ ایک ہی سیٹی پر نکریں پہن کر مشرف جیسے بے حیا کے کہنے پر مردوں کے سامنے آجاتی ہو۔ تم نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی کیا قدر کی۔

کتنے غضب کی بات ہے کہ اے ملت اسلامیہ کے فرزندو! تمہیں حلیہ پسند آیا تو بش کا، جو تمہارا قاتل ہے، تمہیں لباس پسند آیا تو اس انگریز کا جو

صدیوں سے تمہارے مٹانے کے منصوبے بنا رہا ہے، اف یہ تمہارے بال تمہاری جسم سے چپکی ہوئی پتلونیں، تمہارے ایمان سوز اور حیا سوز حرکات و سکنات۔۔۔اے کاش تمہیں اپنی پہچان ہوتی، اپنے مقصد حیات سے شناسائی ہوتی، اپنے خدا کا خوف اور اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی شرم ہوتی۔

صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

اے کاش تم عشق رسول (ﷺ) سے سرشار ہوتے اور کوئی تمہیں ایک انچ بھی مرکز اسلام سے دور نہ کرسکتا۔

ذرا سوچو! تمہارا وہی حلیہ ہو جو کسی عیسائی، یہودی، ہندو مشرک اور ملحد کا ہے اور معاذ اللہ تمہیں دیکھ کے یہ پہچان ہی نہ سکے تم سرورِ کون و مکان ﷺ کے امتی ہو، تو کتنے گھاٹے کا سودا ہے کیا یہ خود فراموشی بلکہ خود فریبی نہیں ہے مگر افسوس آج ہسپتالوں میں، تعلیمی اداروں میں محکمانہ دفتروں میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر یہی ذوق پروان چڑھایا جا رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معاذ اللہ پروا نہ کرو اور ان کے دشمنوں کے طور طریقے اپناؤ، کبھی تمہاری غیرت ملی ایک حقیقت مسلمہ تھی اور دنیا بھر کی قوموں پر تمہاری اس غیرت ملی کی بنا پر ہیبت تھی، مگر آج خود فروش و خود فراموش حاکموں، اسلام دشمن افسروں، بے شعور استادوں اور بے نور پیروں میں گھر کر اپنے مرکز سے دور ہو رہے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ روز بروز ذلیل ہو رہے ہیں۔ مگر اس ذلت و خواری کو بھی ہم اپنے لئے باعث عزت سمجھتے ہیں، سچ فرمایا حضرت حکیم الامت نے

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

افسوس تہذیب حاضر نے ہمارا ذہن کتنا خراب، کتنا ویران اور کتنا تاریک کر دیا ہے۔

ہاں ہاں اے میرے بھائی، جب تو یا تیرا بیٹا اس قسم کا لباس پہنتا ہے، تو تجھے اپنے اللہ اور اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی ناراضی کا احساس کیوں نہیں ہوتا، جب تیری بیٹی یا بہن ننگے سر سکول، کالج یا بازار جاتی ہے تیری غیرت کیوں نہیں جاگتی۔ کبھی وہ وقت تھا کہ چند بیٹیوں کے دوپٹے جو قزاقوں نے بحیرہ عرب میں ان کے سر سے اتروائے تھے انھوں نے 'حجاج' کو پکارا اور اس نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم علیہ الرحمہ کو سندھ بھیج دیا۔ آج غیروں کی محبت نے تجھے ایسا دیوانہ بنا دیا ہے کہ ایک نوجوان خاتون بڑے شوق سے ننگے سر اور پینٹ شرٹ کس کر بازاروں میں گھومتی ہے تو اسے احساس ہوتا ہے نہ اس کے باپ یا بھائی کو اور نہ اس کے خاوند کو۔

اے میرے بھائی، تیرا ایمان کیا اس حد تک مردہ ہو چکا ہے کہ تیرے اندر ذرہ بھر ہلچل پیدا نہیں ہوتی۔ سچ فرمایا تھا کونین کے والی حضور پر نور ﷺ نے

ان الحیاء والایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدهما رفع الاخر وفی روایة ابن عباس فاذاسلب احد هما تبعه الاخر (بیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حیا اور ایمان دونوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا گیا ہے، جب ان میں سے ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسری چیز بھی اٹھ جاتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک چیز چھین لی جاتی ہے تو دوسری بھی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے

ہاں اے علماء کرام، اے مشائخ عظام، تمہارے بھی کچھ فرائض ہیں۔ دنیا کو بتاؤ کہ حضور پر نور ﷺ کی ہر سنت دینی و دنیوی برکات کی

جامع ہے اور اے مشائخ عظام جس گھر یا جس گاؤں یا شہر میں پہنچو، وہاں نذرانے اکٹھے کرنا مقصود نہیں ہونا چاہئے بلکہ تہذیب اخلاق اور تزکیہ باطن تمہارا اصل منصب ہے، اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ میں نے تو ایسے بد بخت پیر بھی دیکھے ہیں جو خود جوان عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبواتے ہیں۔ ایسے بے شرم پیر شرم و حیا کی اشاعت کیوں کر سکتے ہیں۔

آج پھر ایسے مشائخ کی ضرورت ہے جو زہد و تقویٰ کا مینار اور غیرت ملی سے سرشار ہوں۔ حضور غوث اعظم خواجگان نقشبند، سیدنا داتا گنج بخش ہجویری، خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہم کی تبلیغ و اشاعت کو سامنے رکھ کر ان کی روشنی میں ایک فکری و روحانی انقلاب سے برپا کر دیں۔ کس کو معلوم نہیں، جب برعظیم میں اسلام پر نازک ترین وقت آیا اور ڈر تھا کہ صورت حال اپنی ڈگر پر جاری رہتی تو چند سال میں برصغیر میں اسلام کا نام و نشان مٹ جاتا مگر سرہند کے شہباز ولایت حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اسلام کو نرغہ اعداؤ سے رہا کرالیا۔

یونہی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اپنے دور میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی بے شمار آوازوں کو خاموش کر دیا۔ اس دور میں حضرت شمس الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہم الرحمۃ کا وجود مسعود بھی اسلامی تشخص کو محفوظ رکھنے میں بڑے کام آیا۔

اور میرے آقا و مولا تو تھے ہی لاثانی، عمل میں لاثانی، علم میں لاثانی، زہد و تقویٰ میں لاثانی، تزکیہ نفوس میں لاثانی، دلوں کو زندہ کرنے میں لاثانی قدس سرہ کہتے ہیں میرا نام محمد حسین بھی اسی تاجدار لاثانی نے رکھا تھا اور نام رکھنے کی یہ برکت آج بھی میرے رگ و پے کو گرما رہی ہے۔ پھر ان کے نور نظر، نبیرۂ اقدس، ان کے فکر و عمل کے وارث میرے آقا حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی مسیحا نفسی کا ایک جہاں گواہ ہے اور پھر ان کے بعد ان کے دونوں صاحبزادے یعنی حضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب علیہا الرحمہ نے بھی حالات سے مصلحت کے برعکس انھیں سدھارنے کی خوب مساعی فرمائیں۔ ہاں ہاں واقعی

کچھ لوگ تھے کہ وقت کے سانچوں میں ڈھل گئے
کچھ لوگ تھے وقت کے سانچے بدل گئے

یہ حضرات وقت کے سانچے بدلنے والے تھے اب ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے۔ یونہی اب ان علما کی ضرورت ہے جو اخلاص و ایقان کا پیکر بن کر حضرت امام غزالی، حضرت امام رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدست اسرارھم کی طرح میدان عمل میں اتریں اور قوم کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دیں۔

اے میرے قادر مطلق ارحم الرحمین اللہ اپنے محبوب و مطلوب حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے طفیل امت مسلمہ کو اپنے منصب امامت پر پھر فائز فرمادے اور اس کے ذریعے دنیا بھر میں ایمان و اسلام کے انوار پھیلا دے۔ آمین!

شرک اور اس کی حقیقت

﴿﴿ ابوالحقائق جناب غلام مرتضیٰ ساقی صاحب ﴾﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک بہت بڑا جرم ہے، کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے، شرک کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

دورِ حاضر میں مسلمانوں کو مشرک بنانے کی ایک سوچی سمجھی تحریک پورے زوروں پر ہے، جو اہلِ اسلام کے جائز امور کو بھی اپنی شرک ساز نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو مشرک بنادیتے ہیں، سطور ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیق پیش خدمت ہے۔ اسے پڑھیں، سمجھیں اور سادہ لوح عوام کو مشرک بنانے والوں کی حقیقت کا اندازہ لگائیں۔

شرک کی مذمت: قرآن وحدیث میں جگہ جگہ شرک کی مذمت کی گئی ہے۔

☆......ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ان الشرک لظلم عظیم ...... (لقمان ۱۳) ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

☆ مزید ارشاد فرمایا

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیماً (النساء، ۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔

☆......مزید ارشاد فرمایا

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد ضل ضللاً بعیداً (النساء ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو وہ بہت دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

☆......مزید فرمایا

انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وما وٰہ النار وما للظلمین من انصار...(المائدہ ۷۲)

ترجمہ: بلاشبہ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

☆ .. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے فقال الا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثا الا شراک باللہ......(مسلم جلد ا صفحہ ۶۴)

آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ (وہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے۔

☆ ...حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ الکبائر الا شراک بالله ... (مشکوٰۃ ۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں (پہلا گناہ) شرک کرنا ہے۔

☆ ...حدیث پاک میں ہے: لا تشرک بالله و ان قتلت و حرقت.........(مشکوٰۃ ۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کر اگر چہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔

جب کہ ایک روایت کا مضمون یہ ہے کہ اگر چہ تجھے کاٹ (قتل کر) دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے (ابن ماجہ ۳۰۱)

شرک کا معنی و مفہوم:

شرک: حصہ داری، ہمسری اور برابری کو کہتے ہیں

شریک: حصہ دار، ہمسر اور برابری کو کہا جاتا ہے۔

شرعی اعتبار سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح ماننا، اس کے برابر جاننا، اس کا ہمسر اور حصہ دار ماننا یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا اور اسے عبادت کے لائق سمجھنا شرک کہلاتا ہے (ملخصاً از شرح عقائد ۷۷، مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۷، اشعۃ اللمعات، تکمیل الایمان وغیرہ)

نوٹ: غیر مقلد نجدی وہابیوں کے مصنف محمد صادق سیالکوٹی نے ''شرک'' کسے کہتے ہیں؟'' کا عنوان دے کر لکھا ہے:

'خدا کی ذات صفات اور کی ہر قسم کی عبادت میں کسی کو شریک (Co- Sharer) جاننا شرک (partnership) کہلاتا ہے۔ (انوار التوحید ۱۴۸)

اقسام شرک: شرک کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں

۱.....شرک فی الذات۔ ۲.....شرک فی الصفات۔ ۳.....شرک فی العبادت۔

شرک فی الذات: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کسی اور کی ذات یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے؟ وہ واجب الوجود، قدیم، الٰہ، معبود، مسجود، مستقل بالذات یعنی ازلی ابدی، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ اس کی اولاد نہیں، بیوی نہیں، ماں باپ، خاندان، قبیلہ اور وطن نہیں۔ وہ نسل، نسب اور برادری سے پاک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں، اس نے سب کو پیدا کیا ہے، لیکن اسے کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اسے نیند، اونگھ اور موت نہیں آتی، وہ بھول، چوک، تھکن، جہل وغیرہ سے پاک ہے۔

اب اسی طرح کسی اور کی ذات تسلیم کی جائے اور یہ باتیں اس میں مانی جائیں تو یہ شرک فی الذات ہوگا۔

الحمد للہ! کوئی عام مسلمان بھی یہ باتیں باقی مخلوق تو رہی ایک طرف، رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک میں بھی نہیں مانتا۔ ہمارے نزدیک ساری مخلوق سمیت آپ ﷺ بھی ممکن الوجود اور حادث ہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محتاج اور انسانی و بشری اوصاف سے متصف تھے، گو دوسروں سے امتیازی شان کے ساتھ ہی سہی۔

شرک فی الصفات: اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کرنا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جیسی صفتیں کسی اور میں تسلیم کرنا، اللہ تعالیٰ کی صفات کیسی ہیں؟

ازلی، ابدی، مستقل، غیر فانی، اسے وہ صفات کسی نے عطا نہیں کیں اور نہ ہی وہ ان صفات میں کسی کا محتاج ہے۔ یہ عقیدہ کسی اور کے متعلق رکھنا شرک فی الصفات ہے۔

الحمدللہ! ہم مسلمان اس شرک سے بھی محفوظ ہیں، ہمارے نزدیک خود رسول اللہ ﷺ کی صفات بھی حادث اور غیر مستقل ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئیں اور ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، آپ اپنی صفات میں بھی دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں۔

ان دونوں قسموں کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لیس کمثلہ شئی ۔۔ ۔۔۔(الشوریٰ ،۱۱)　　ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ نہ ذات میں نہ ہی صفات میں۔

☆۔ مزید فرمایا: قل ھو اللہ احد ٥ اللہ الصمد٥ لم یلد ولم یولد٥ ولم یکن لہ کفوا احد٥ (الاخلاص)

ترجمہ: اعلان کر دیں! وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ ہی اسے کسی نے جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

شرک فی العبادۃ:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق قرار دینا، کیونکہ عبادت کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے، مخلوق میں سے کسی نبی، ولی، بزرگ کو بھی خواہ رسول اکرم ﷺ ہی کیوں نہ ہوں عبادت کے مستحق سمجھنا شرک فی العبادۃ کہلاتا ہے۔

الحمدللہ! مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کسی نبی، ولی، فرشتے اور جن وغیرہ کی عبادت نہیں کرتے، مسلمان آج بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ۔

شرک کی اس قسم کی تردید کے متعلق ارشاد فرمایا:

☆...... ولا یشرک بعبادۃ ربہ احد ......(الکھف ۱۱۰)　ترجمہ: اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

☆ ..مزید فرمایا: و الھکم الہ واحد ....(البقرہ ۱۶۳)　　ترجمہ: اور تمہارا معبود (صرف) ایک ہی معبود

☆ مزید فرمایا: وقضی ربک الا تعبدوا لا ایاہ (الاسراء ۲۳) ترجمہ: اور تیرے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔

لفظی اشتراک کی وضاحت: اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ جب شرک فی الصفات منع ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی حاجت روا، مشکل کشا، مددگار، شافی الامراض اور دافع ابتلاء کہا جاتا ہے۔ لیکن یہی صفتیں بندوں میں بھی مانی جاتی ہیں، تو کیا یہ شرک نہیں؟

جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ایک لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی لفظ کا اطلاق مخلوق پر بھی ہوتا ہے، اسے "اشتراک لفظی" کہا جاتا ہے اور یہ چیز قرآن و حدیث اور روزمرہ کی بول چال میں بہت عام ہے۔ لیکن چونکہ ذات کے بدل جانے سے لفظ کے معنی و مفہوم میں بھی بہت ساری تبدیلی آجاتی ہے، اس لئے اسے شرک قرار نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ جب ایک لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے اور وہی لفظ مخلوق کے لئے بولا جائے تو ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا اور مفہوم ہوتا ہے۔ جب کہ مخلوق کے لئے وہ لفظ اور معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ شرک میں برابری ہوتی ہے اس لیے جب تک معنیٰ میں برابری نہ پائی جائے شرک نہیں ہوسکتا۔

﴿اس کی چند مثالیں قرآن مجید سے ہی پیش خدمت ہیں﴾

☆.. . اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے:　　ان اللہ بالناس لرءوف رحیم .(البقرہ، ۱۴۳)

اس نے حضور اکرم ﷺ کو بھی رؤف و رحیم کہا ہے۔　بالمومنین رءوف رحیم .(التوبۃ، ۱۲۸)

☆ . اللہ تعالیٰ "اعلیٰ" ہے:　　سبح اسم ربک الاعلی. (الاعلیٰ، ۱)

یہی لفظ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کیلئے بولا گیا ہے: انک انت الاعلی۔(طٰہٰ،۶۸)

تمام ایمان والوں کو بھی "اعلیٰ" فرمایا ہے: وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔۔۔۔۔۔الایۃ (ال عمران،۱۳۹)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وانتم الاعلون.....الا یۃ (محمد،۳۵)

☆ اللہ عظیم ہے: وھو العلی العظیم. (البقرہ،۲۵۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے خلق کو بھی عظیم کہا ہے: وانک لعلیٰ خلق عظیم. (القلم،۴)

☆ اللہ کریم: یآ یھاالانسان ماغرک بربک الکریم. (الانفطار،۶)

اس نے اپنے محبوب کو بھی کریم کہا ہے۔ انہ لقول رسول کریم. (التکویر،۱۹)

☆ اللہ مولیٰ ہے: انت مولنا.....الایۃ (البقرۃ،۲۸۶)

مزید فرمایا: بل اللہ مولکم......الایۃ (ال عمران،۔۱۵)

اس نے حضرت جبریل علیہ السلام اور نیک بندوں کو بھی مولا کہا: فان اللہ ھومولہ و جبریل وصالح المئومنین.....الایۃ (التحریم،۴)

☆ اللہ علیم ہے: ان اللہ بکل شئی علیم. (البقرہ،۲۳۱)

اس نے بندوں کو بھی علیم کہا ہے: وفوق کل ذی علم علیم. (یوسف،۷۶)

☆ اللہ بھی "ولی" ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے بھی ولی ہیں۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ و الذین آمنوا......الایۃ (المآئدہ،۵۵)

☆ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے: قل اللہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم. (البقرۃ،۱۴۲)

اور حضور ﷺ بھی صراط مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں۔ وانک لتھدی الی صراط مستقیم. (الشوریٰ،۵۲)

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں دینے والے ہیں (داتا) ہیں۔ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ.......الایۃ (التوبۃ،۵۹)

☆ اللہ اور اس کا رسول دونوں غنی کرنے والے (غریب نواز) ہیں: اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ......الایۃ (التوبۃ،۷۴)

☆ اللہ شہید ہے: واللہ شھید علی ماتعلمون. (آل عمران۔۹۷)

اور رسول ﷺ بھی شہید ہیں: ویکون الرسول علیکم شھیدا....الایۃ (البقرہ،۱۴۳)

آج ہر فرقہ اپنے لوگوں کو بھی شہید کہتا پھرتا ہے۔

☆ حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے: الحمد للہ رب العالمین....الایۃ (الفاتحہ،۱)

اور قرآن نے رسول کریم ﷺ کو "محمد" کہہ کر یاد کیا ہے: محمد رسول اللہ......الایۃ (الفتح،۲۹)

جس کا معنی ہے الذی یحمد حمدا بعد حمد مرۃ بعد مرۃ کرۃ بعدہ کرۃ

وہ ذات جس کی بار بار تعریف ہوتی رہے اور کبھی ختم نہ ہو۔

تو ثابت ہوا کہ حمد، مصطفیٰ ﷺ کیلئے بھی ہے۔

☆ اللہ سمیع وبصیر ہے: ان اللہ کان سمیعا بصیرا. (النسآء۔۵۷)

اس نے ہر انسان کو سمیع وبصیر بنایا ہے: فجعلنہ سمیعا بصیرا. (الدھر۔۲)

☆ اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے: الله يتوفى الانفس حين موتها.... الاية (الزمر۔۴۲)

ملک الموت اور دیگر فرشتے بھی موت دیتے ہیں: قل يتوفكم ملک الموت.... الاية (السجدہ،۱۱)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اذاجآء احد كم الموت توفته رسلنا.... الاية (الانعام ۶۱)

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا: الذين تتوفهم الملئكة طيبين..... الاية (النحل،۳۲)

علاوہ ازیں قرآن مجید اور احادیث مقدسہ میں بہت ساری ایسی مثالیں موجود ہیں۔ سمجھدار لوگوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

مذکورہ الفاظ خالق اور مخلوق دونوں پر بولے گئے ہیں۔ لیکن شرک نہیں، کیونکہ اس کے معنی و مفہوم میں برابری نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اللہ کی یہ صفتیں ذاتی، مستقل، دائمی اور قدیم ہیں جبکہ مخلوق کی یہ صفتیں عطائی، غیر مستقل، غیر دائمی اور حادث ہیں۔ ایسے ہی محبوبان خدا کو حاضر و ناظر، غیب جاننے والے، مددگار، مشکل کشا، حاجت روا اور داتا وغیرہ کہنا جائز ہے۔ شرک نہیں۔ کہ وہ ان تمام صفات و مراتب میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

درج ذیل مضمون بغور ملاحظہ فرمائیں اور اپنے عقائد کی اصلاح کریں!

کیا اللہ کافی نہیں؟

عوام الناس کو ورغلانے کیلئے عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کسی نبی ولی کو مشکل کشا، حاجت روا، غوث اور مددگار ماننے کی ضرورت نہیں کیونکہ " ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے"۔

جواباً۔۔۔ گذارش ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کا انکار نہیں کرتا لیکن اس جملے کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ " اللہ کافی ہے" تو اب نبیوں، ولیوں کی کوئی ضرورت نہیں ان سے رابطہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اگر یہ بات درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنا نائب و ترجمان بنا کر دنیا میں بھیجتا ہی کیوں؟ مخلوق کو ان سے رابطے کا حکم کیوں دیتا؟۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی عظمتیں کیوں بیان کرتا؟، انہیں اپنا گروہ اور اپنی جماعت نہ کہتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون. (المجادلہ،۲۲)

ترجمہ: یہ سب اللہ کی جماعت ہے خبردار! بیشک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

☆ اور ارشاد فرمایا:

انماولیکم الله ورسوله والذين آمنوا!.... الاية (المآئدہ،۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ، اس کا رسول اور تمام مؤمن ہیں۔

اگر نبیوں، ولیوں کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ تنہا اپنے بات ہی فرما دیتا۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام بھی فائدہ دیتے ہیں۔ اگر اللہ کو کافی سمجھتے ہوئے مشکل کے وقت حکیموں، وکیلوں، افسروں اور حاکموں کے پاس جانا شرک نہیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کافی یقین کرتے ہوئے اس کے نمائندوں یعنی نبیوں، ولیوں کی بارگاہوں میں حاضر دینا بھی توحید کے خلاف نہیں ہے۔

اگر صرف اللہ ہی کافی ہے تو بتائیے!

کلمہ میں لا اله الا الله کے ساتھ محمد رسول اللہ کیوں ہے؟

قرآن میں اطیعو اللہ کے ساتھ اطیعو الرسول کیوں ہے؟

قرآن کے ساتھ حدیث اور تفسیر وغیرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام شرع کی عملی صورت کیلئے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا حکم کہاں ہے؟۔

معلوم ہوا کہ "اللہ کافی ہے" کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے، ان کے پلے میں کچھ نہیں، وہ بے اختیار ہیں۔ ان سے رابطہ کرنے سے توحید کی مخالفت ہوتی ہے۔ نہیں۔۔۔۔ اور بالکل نہیں۔۔۔۔ بلکہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو کفایت کرتا ہے یعنی ہر ایک کو اس کے منصب و مرتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے، عام بندوں کو ان کی حیثیت سے اور اپنے محبوبوں کو ان کے رتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے۔ اور اس کے اذن انبیاء کرام اور اولیاء عظام بندوں کو نوازتے اور نعمتیں دیتے ہیں۔

☆ ارشاد نبوی ہے:

انما انا قاسم وخازن والله يعطی. (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

میں ہی (نعمتیں) تقسیم کرنے والا ہوں اور خزانے جمع رکھنے والا (خزانچی) ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

☆ مزید فرمایا: **فالله کافیکم ورسوله**۔ پس تمہیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

(طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۱۷، مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۵)

☆ قرآن پاک میں تو یہاں تک فرما دیا:

یایھاالنبی حسبک الله ومن اتبعک من المؤمنین....الایة (الانفال۔۶۴)

ترجمہ: اے نبی! آپ کو اللہ (بھی) کافی ہے اور آپ کے پیروکار مومن بھی۔

"صرف اللہ کافی ہے" نعرہ لگانے والے کیا اس آیت کو نہیں مانتے؟۔

داتا گنج بخش:

ہر چیز کا اصل خزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہی ان کا حقیقی مالک و متصرف ہے، مخلوق میں کوئی بھی اس کے اذن کے بغیر کسی شئے کا مالک نہیں، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے اپنے پیاروں کو خزانے عطا فرمائے ہیں اور انہیں تقسیم فرمانے کا بھی اختیار دیا ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھذا عطاء نافامنن اوامسک....الایة (ص، ۳۹)

(اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے پس (چاہو تو) کسی کو بخش دیا اپنے پاس رکھو۔

☆ مزید فرمایا: **وما کان عطآء ربک محظوراً** (الاسراء۔۲۰)

یعنی اے محبوب! تیرے رب کی عطا پر کوئی پابند نہیں۔

☆ مزید فرمایا: **ولو انھم رضوا مآاتھم الله ورسوله وقالو احسبنا الله سیؤتینا الله من فضله ورسوله...الایة** (التوبہ، ۵۹)

اور اگر یہ لوگ راضی ہو جائیں اس پر جو اللہ انہیں عطا کرے اور اس کا رسول عطا کرے اور کہیں ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ عنقریب ہمیں اللہ تعالیٰ دے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول (بھی) دے گا۔

☆☆☆

کیا گستاخِ رسول اہل سنت ہو سکتے ہیں؟

اہل سنت و جماعت قرآن کی روشنی میں

﴿ناظم دوزان جناب حافظ محمد نصر اللہ صاحب آسوی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ☆وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ

اس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے، سو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ سو اب تم عذاب (کا مزہ) چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶) پارہ ۴ رکوع ۲)

روز قیامت جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے یعنی جنتی ہوں گے یہ کون لوگ ہوں گے؟ یہ اہل سنت و جماعت ہوں گے۔ ترجمان قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر ان الفاظ سے بیان کی ﴿ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اهلِ السنةِ والجماعةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْه اهلِ البدعِ والضلالة﴾ اہل سنت والجماعت کے چہرے منور ہوں گے اور بدعتی اور گمراہوں کے چہروں پر مردنی چھائی ہوگی۔(۱) تفسیر درمنثور، (۲) تفسیر مظہری، (۳) تفسیر قرطبی، (۴) تفسیر ابن کثیر، (۵) تفسیر خازن، (۶) تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۳۷۹،

وہابیوں کے کتابوں کے حوالے (۷) قاضی شوکانی کی تفسیر فتح القدیر جلد ۱ ص ۳۷۱، (۸) عبدالغفور اثری کی کتاب ''اصلی اہل سنت'' ص ۶۱، ۶۲، (۹) محمد یحییٰ گوندلوی نجدی ''مقدمہ دین الباطل جلد ۲ ص ۳۰ (۱۰) ترجمہ محمد جوناگڑھی نجدی حاشیہ پر محمد صلاح الدین یوسف ص ۱۶۵ (یہ ترجمہ سعودی حکومت کی طرف سے مفت تقسیم کیا جا رہا ہے) (۱۱) سرفراز گکھڑوی ''اہل سنت کی پہچان'' ص ۳)

گیارھویں شریف کی نسبت سے ان گیارہ حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ قیامت کے ہولناک اور لرزا دینے والے مناظر میں جو گروہ رحمت خداوندی کے زیر سایہ اور انوار ربانی سے منور اور روشن چہرے والا ہوگا وہ صرف اہل سنت و جماعت ہی ہیں اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اہل سنت و جماعت کے علاوہ بقیہ تمام فرقے اور گروہ بدعتی اور گمراہ ہیں صرف اہل سنت نجات حاصل کرنے والی جماعت ہے۔

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کے مطابق جنتی گروہ اہل سنت ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا﴿ تَبْیَضُّ وُجُوْہ اھل السنۃ وتَسْوَدُّ وُجُوْہ اھل البدع﴾ قیامت کے روز اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (۱) تفسیر درمنثور، (۲) تفسیر مظہری، (۳) تفسیر قرطبی)

رسول اللہ ﷺ نے سنی بننے کا حکم دیا: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ﴾ جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ (امت میں) بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا لہذا تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنتوں کو لازم پکڑنا۔ ابوداود حدیث نمبر ۴۶۰۷، ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ حدیث ۱۶۵ کتاب الایمان

سنیوں کو جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوگی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ﴾ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے مجھ سے پیار کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی ۲۶۷۸ مشکوۃ حدیث ۱۷۵)

سنت پر عمل کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟ اہل سنت تو گویا نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں اگر جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو تو سنی رہنا۔

اہل سنت گمراہ نہیں ہوسکتے: حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ مرسلا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ﴾

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک انہیں تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری اس کے رسول کی سنت ہے۔ (موطا امام مالک، مشکوۃ حدیث ۱۸۶)

اہل سنت کو دیکھنا عبادت ہے: مفسر قرآن علامہ قرطبی اپنی مایہ ناز تفسیر میں ترجمان قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھتے ہیں ﴿ اَلنَّظْرُ اِلَی الرَّجُلِ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ یَدْعُوْا اِلَی السُّنَّۃِ وَیَنْھٰی عن البدعۃ عبادۃٌ﴾ اہل سنت کے آدمی کو دیکھنا عبادت ہے (کیونکہ) وہ سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور بدعت سے بچاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد ۴ جز ۷ ص ۱۴۱)

امام ربانی مجدد الف ثانی کا فرمان عالی شان: ﴿طریقۃُ النجاۃِ مُتَابَعَۃُ اھلِ السنۃِ والجماعۃ فی الاقوال والافعال وفی الاصول والفروع فانھم الفرقۃ اناجیۃ وماسواھم من الفرق فھم فی معرض الزوال وشرف الھلاک علمہ الیوم احداو لم یعلم اما فی الغد فیعلمہ کل احد ولا ینفع﴾

نجات کا راستہ اقوال وافعال اور اصول وفروع میں اہل سنت والجماعت کی پیروی میں ہے کیونکہ یہی نجات پانے والا گروہ ہے اور اس

کے علاوہ تمام فرقے مقام زوال اور ہلاکت کے دھانے پر کھڑے ہیں، آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے کل (روز قیامت) ہر کوئی اس سے آگاہ ہو جائے گا لیکن کل کا جاننا فائدہ نہ دے گا۔ (دفتر اول مکتوب ۷۹)

بدعتی کون ہے جو سنیوں کی مخالفت کرے: شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی بدعتی کی پہچان بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿المبتدع من اعتقد شيئا مما يخالف اهل السنة والجماعة﴾ بدعتی (بدمذہب) وہ آدمی ہے جس نے اس چیز کو اپنایا جو اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے۔

س دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ناجی گروہ اہل سنت و جماعت ہے لیکن اہل سنت کی صحیح پہچان کیا ہے آج ہر کوئی اپنے آپ کو اہل سنت لکھ رہا ہے کیا صرف نام رکھنے سے آدمی سنی بن جاتا ہے یا اس کی کچھ شرائط اور علامات ہیں؟

ج صرف نام رکھنے سے کوئی آدمی سنی نہیں بن سکتا جب تک اس کے اعتقادات صحابہ کرام کے موافق نہ ہوں۔ کیونکہ وہ حق و باطل کا معیار ہیں جن کا عقیدہ ان سے ثابت نہ ہو سکے وہ گمراہ اور بدعتی ہوگا اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا (اے صحابہ) تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۷۔) معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں۔

تمام صحابہ کرام سنی تھے: امام ابن شہاب زہری اسی بات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

انَّ الناسَ كانوا في حياة رسول الله ﷺ اهل السنة بیشک رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی موجود لوگ اہل سنت تھے۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۰) یہ حدیث غیر مقلد صادق سیالکوٹی نے بھی اپنی کتاب ,,سبیل الرسول،، کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر نقل کی ہے۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کی گواہی: ﴿اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله اباحنيفة و مالكا والشافعي واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذلك كان مبتدعا عند اهل السنة والجماعة﴾ اہل سنت والجماعت قدیم و معروف مذہب ہے یہ مسلک امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے اور یہ مذہب صحابہ کرام کا مذہب ہے انہوں نے یہ مذہب اپنے نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا تھا جو شخص اسکے خلاف چلے گا وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی قرار پائے گا۔ (منہاج السنہ جلد اول ص ۲۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿واَنَّ بَنِي اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ الله قَالَ: مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي﴾ یقیناً بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی سوائے ایک ملت کے باقی سب دوزخی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ جنتی جماعت کونسی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگی۔ (ترمذی حدیث ۲۶۴۱ مشکوۃ ۱۷۱)

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي سے مراد اہل سنت ہیں: عبدالغفور اثری وہابی سیالکوٹی لکھتا ہے۔ امام محمد بن غزالی فرماتے ہیں:-

الفرقة الناجية هم الصحابة فانه عليه السلام ما قال الناجي منها واحدة قالو يارسول الله ومن هم قال اهلُ السنة والجماعة فقيل وما اهل السنة والجماعة قال ما اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي ﴿ نجات پانے والا گروہ صحابہ کرام ہیں کیوں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نجات پانے والا گروہ ایک ہے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اہل سنت والجماعت ہیں کہا گیا اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ تو فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہیں۔

(''اصلی اہل سنت،، عبدالغفور اثری وہابی ص۲۳ بحوالہ احیاء العلوم ج۳ص۲۱ کتاب ذکر الدنیا) ''اصلی اہل سنت، عبدالغفور اثری وہابی بحوالہ ''الملل والنحل ج ۱ص۱۳)

معلوم ہوا کہ عقائد وہی برحق ہیں جو صحابہ کرام کے ہیں جن کے عقیدے کی تصدیق صحابہ کرام سے ہو جائے تو وہ اہل سنت ہوگا اور جن کا عقیدہ ان کے خلاف ہو وہ لاکھ اپنے آپ کو اہل سنت کہے یا اہل حدیث وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلد اصلاً ایک ہیں: دیوبندی وہابی دھوکہ دہی کے لئے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کرتے ہیں حقیقت میں یہ گستاخ رسول اور وہابی ہیں دیوبندی اور غیر مقلد دونوں عقائد میں ایک ہیں اعمال میں صرف تقلید کا فرق ہے۔ یعنی نماز کے طریقہ میں تھوڑا فرق ہے غیر مقلد رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں یہ نہیں کرتے باقی عقائد سب کے ایک جیسے ہیں۔ لہذا تقلید کی وجہ سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے: - عقائد میں سب متحد مقلد وغیر مقلد ہیں البتہ اعمال مختلف ہوتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۲۹۷، ج۲ ص۱۰)

اشرف علی تھانوی کی آرزو جو پوری نہ ہو سکی: میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ (افاضات الیومیہ ج۲ص۲۵۰)

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

اعتراف وہابیت: اشرف علی نے کہا: بھائی یہاں وہابی لوگ رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔ (اشرف السوانح ج ۱ص۴۸)

منظور نعمانی نے لکھا ہے: ہم بڑے سخت وہابی ہیں (سوانح محمد یوسف کاندھلوی ص۱۹۲)

تبلیغی نصاب کے مصنف زکریا کاندھلوی نے کہا: مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں (سوانح محمد یوسف کاندھلوی ص۱۹۳)

سنیوں کو اہل سنت کا نام سرکار نے عطا فرمایا جبکہ وہابیوں کو اہل حدیث کا نام انگریز کی طرف سے ملا

کوئی صحابی اہل حدیث نہیں تھا تمام صحابہ اہل سنت تھے یعنی اہل سنت نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس سے موجود ہیں اور وہابی ۳ دسمبر 1886ء کو اہل حدیث بنے تھے ان کی انگریز کو اہل حدیث کہلوانے کی درخوست پیش کرنا ,,اخبار اہل حدیث،، کے حوالہ سے انگریزی متن کے ساتھ ,,وہابی مذہب از ضیاء اللہ قادری،، کے صفحہ ۳۶۳ پر موجود ہے۔

عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں (محمد حسین بٹالوی صاحب نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعے اہل حدیث کی بہت خدمت کی۔ لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (سیرت ثنائی ص۳۷۲)

نواب صدیق حسن کی کتاب "ترجمان وہابیہ ص ۱۲"، میں بھی اس کا ذکر موجود ہے وہابیوں نے انگریزوں کو درخواست دی کہ ہمیں "اہل حدیث"، کہا جائے

کوئی صحابی اہل حدیث نہیں تھا یہ بعد کی اصطلاحات ہیں: عبدالغفور اثری نے ایک عنوان قائم کیا کہ صحابہ کرام اہل حدیث تھے۔، اصلی اہل سنت،، معلوم ہوتا ہے کہ اثری صاحب جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں اور یہ اپنے اکابر کی کتابوں سے بھی جاہل ہیں۔

انگریزوں سے وہابی کی بجائے اہل حدیث کا لقب الاٹ کرانے والے محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں.

کہ یہ بات کسی سے مخفی نہ رہے کہ اہل حدیث وغیرہ صحابہ وتابعین کے مابعد زمانہ متاخر کی اصطلاحات ہیں اور متاخرین پر ان کا اطلاق پایا جاتا ہے صحابہ وتابعین کو اہل حدیث نہیں کہا جاتا۔ (نصیحت نامہ، اشاعۃ السنہ ج ۲۱ ص ۳)

وہابیوں کے سردار اہل حدیث ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

کوئی نام کا اہل حدیث اس وقت (زمانہ نبوت میں) نہ تھا کیونکہ اہل حدیث نام تفرقہ مذاہب کے وقت تمیز کے لئے رکھا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امر تسر ۳ جنوری ۱۹۰۸ء)

بتائیں کہ ان دونوں میں سچا کون ہے عبدالغفور اثری یا ان کے اکابر کچھ سوچ سمجھ کر بات کیا کریں وہی بات صحیح ہے کہ یہ ۱۸۸۶ء میں اہل حدیث بنے۔

وہابی کی وجہ تسمیہ

وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے۔ نجدیت اور وہابیت ایک ہی مذہب ہے۔

ایک وہابی عالم مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں: وہابیت کی نسبت عام طور پر محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی کی طرف کی جاتی ہے۔ (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۱۵)

ایک وہابی سوانح نگار احمد عبدالغفور لکھتے ہیں:

وہابی ابن تیمیہ، ابن القیم اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں تو اس میں راہ ثواب سے کچھ بعد نہیں ہے بلکہ اصح یہی ہے کہ انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں اور شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے۔ (محمد بن عبدالوہاب نجدی ص ۱۷۴)

ایک جگہ لکھا ہے: قاعدہ کی رو سے وہابی اس کو کہنا چاہئے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا مقلد اور پیرو ہو۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۱۰ ص ۲۴۹)

ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے اتباع اور فوجیوں کو لوگ وہابی کہتے تھے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۱۴)

وہابی وہی گروہ ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیرو ہو۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۱۵)

دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۶۶)

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں محمد بن عبدالوہاب کا تابع یا موافق ہو۔ (امداد الفتاوی ج ۵ ص ۲۴۳)

بعض وہابی بڑے فخر سے کہتے ہیں: ,,وہاب،، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس کو ماننے والا اس کے احکام پر عمل کرنے والا وہابی کہلانے کا حقدار ہے۔ ہم کہتے ہیں ,,دہر،، بھی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے لہذا آپ دہریے ہوئے۔ اس لئے آپ کا کوئی قصور نہیں ہے لہذا آج کے بعد آپ اپنے نام کے ساتھ دہریہ لکھا کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ کے متعلق وہابی عقائد﴾

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہو۔ (یک روزہ فارسی ص ۱۷-۱۸)

وہابیہ کے ہیڈ ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: امکان کذب تعالیٰ کفر نہیں ہے۔ (شمع توحید ص ۱۲)

اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے ۔ براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی ص ۸،۲۷ طبع کراچی)

اشرف علی تھانوی نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ (بوادر النوادر ص ۲۱۰ طبع لاہور)

کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ (فتاوی رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی ج ۱ ص ۱۹)

س دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ تیسرے نے کہا کہ میں وقوع کذب باری کا قائل ہوں آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر یا بدعتی ہے۔؟

ج اس کو کافر کہنا یا بدعتی خیال نہ کرنا چاہئے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے۔ (قلمی فتوی رشید احمد گنگوہی بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۲۱) اس فتوی سے دیوبندی مذہب میں خدا کا جھوٹا ہونا واقع ہو گیا۔ (نعوذ باللہ)

ہمارا چیلنج ہے کہ اپنے آپ کو اہل سنت کہنے والے صحابہ سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کریں ورنہ انہیں اہل سنت کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ یا پھر توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے حق قبول کرنے اور سچا سنی بننے میں دیر نہ کریں۔ انصاف پسند حضرات سمجھ سکتے ہیں اصلی اور حقیقی اہل سنت کون ہیں اور دو نمبر کون ہیں؟

امام اہل سنت فرماتے ہیں:

مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے
وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس
ہے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

امام حسن رضا خاں صاحب فرماتے ہیں:

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری
بلکہ کذاب! کیا تو نے اقرار وقوع اف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری (ذوقِ نعت)

اہل سنت کہتے ہیں: جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اسی لئے نماز میں ہم کہتے ہیں ﴿سبحانك اللهم﴾ اے اللہ تو پاک ہے۔ جو اللہ کو بے عیب نہ مانے اس نے رب کو رب مانا ہی نہیں۔ ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (سورہ نساء آیت ۱۲۲)

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں: اس سے بڑھ کر شانِ الوہیت میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے متصف بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے۔ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ خالص کفر ہے۔ (الحق المبین ص ۵۸)

ملا علی قاری فرماتے ہیں: جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۷)

علامہ سعد الدین تفتازانی نے بھی لکھا ہے: اجماع علماء سے کذب باری محال ہے۔ (شرح مقاصد ج ۲ ص ۱۰۴)

وہابی عقیدہ نمبر ۲

علم الٰہی کا انکار: سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی ص ۲۰)

انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا اور آیت قرآنیہ جیسا کہ و لیعلم الذین وغیرہ بھی اور حدیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ (بلغۃ الحیران از حسین علی واں بھچروی شاگرد رشید احمد گنگوہی ص ۱۵۷-۱۵۸)

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں: اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں: جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگر چہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱) (الحق المبین ص ۵۶)

وہابی عقیدہ نمبر ۳

اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر موجود ہے (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے امام ابن قیم کہتے ہیں: میرا عقیدہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی کے اوپر موجود ہے اللہ تعالیٰ نے دونوں قدم کرسی پر رکھے ہیں۔ (قصیدہ نونیہ ص ۳۱) وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے تو عرش اس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰)

جب وہ (اللہ) کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی اور اس کے بوجھ سے چر چر کرتی ہے۔ (آیت الکرسی کی تفسیر از وحید الزماں)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ابن تیمیہ نے عقیدہ حمویہ اور واسطیہ (جو سعودی مدارس میں داخل نصاب ہے) میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ، پیر، چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے، اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا میں نہیں مانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہے، اس وجہ سے ابن تیمیہ کے بارے میں کہا

گیا کہ وہ اللہ تعالی کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے۔(الدرر الکامنہ ج اص ۱۵۵)

ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے (آسمان سے) نازل ہونے کی حدیث بیان کی پھر منبر کی دو سیڑھیوں سے اتر کر بیان کیا کہ میرے اس اترنے کی طرح (اللہ اترتا ہے) اس وجہ سے یہ کہا گیا کہ ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت کا قائل ہے۔(الدرر الکامنہ از ابن حجر ج اص ۱۵۴) شرح مسلم از سعیدی ج ۳ ص ۷۴۶) تمام وہابیوں کو دعوت عام ہے صحابہ کرام سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کریں ورنہ وہ جعلی اہل سنت ہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔(فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مکان اور اوپر نیچے کی جہت سے پاک اور منزہ ہے یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔(تحفہ اثناعشریہ فارسی ۲۸۵)

امام اہل سنت فرماتے ہیں

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

وہابی عقیدہ نمبر ۴

اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار: وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے تو عرش اس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔(ہدیۃ المہدی ص ۱۰)

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں۔

خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ وجہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔(فتاوی ستاریہ ۸۶/۲)

وہابیہ کے ہفت روزہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ذوالعرش اپنی ذات سے عرشِ اعظم پر مستوی اور موجود ہے، وہ ہر مکان میں موجود نہیں۔ بلکہ عرش بریں پر تمام مخلوق سے الگ اور جدا ہے۔(ہفت روزہ الاعتصام ص ۷-۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

قرآن کے تراجم میں وہابیوں کا اللہ تعالیٰ کی توہین کرنا

اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی کر دی

﴿وَ لَمَّا يَعْلَمِ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۲)

ترجمہ۔ اشرف علی تھانوی

ہنوز اللہ تعالیٰ نے توان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔

ترجمہ......وحید الزماں

,,اور ابھی اللہ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون تم سے جہاد کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھا کہ کون ثابت قدم رہتے ہیں۔،،

ترجمہ.. محمود الحسن ,,اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جولڑنے والے ہیں تم میں،،

اللہ تعالی کو بے علم ثابت کرنے والا سنی نہیں ہوسکتا۔

مندرجہ بالا دیوبندی، نجدی وہابی کے ترجمہ سے اللہ تبارک وتعالی کے علم کی نفی کی جارہی ہے۔یعنی اللہ تعالی نے دیکھا ہی نہیں، گویا معلوم ہی نہیں کیا۔(معاذ اللہ)

جبکہ اعلی حضرت نے اللہ جل شانہ کے شایان شان ترجمہ کر کے مسلمانوں کو بے ادبی سے بچالیا اور ان کے ایمان کی حفاظت کی۔

ترجمہ اعلی حضرت فاضل بریلوی ,,اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہیں لیا۔

اللہ تعالی کو فریب دینے والا، دھوکہ دینے والا دغا دینے والا لکھ دیا۔

﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ﴾(سورہ النساء آیت ۱۴۲)

ترجمہ . محمود الحسن ,,منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا۔،،

ترجمہ.. مودودی بانی جماعت اسلامی ,,یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔(تفہیم القرآن)

ترجمہ......وحید الزماں ,,منافق (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ کو فریب دیتے ہیں اور (یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالی ان کو فریب دے رہا ہے۔،،

ترجمہ فتح محمد جالندھری ,,منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکہ دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔،،

اللہ تعالی کو دھوکہ باز فریبی کہنے والا سنی نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ... اعلی حضرت فاضل بریلوی ,,بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔

اللہ کو چالباز لکھ دیا

﴿ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾(سورہ الانفال آیت ۳۰)

ترجمہ .. محمود الحسن ,,وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔،،

ترجمہ.....فتح محمد جالندھری ,,(ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور ادھر خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

ترجمہ .. مودودی ,,اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔،،

ترجمہ ...وحید الزماں ,,اور وہ (اپنا) داؤ کر رہے تھے اور اللہ تعالی (اپنا) داؤ کر رہا تھا اور اللہ تعالی سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے،،

اللہ تعالی کو چالباز کہنے والا سنی نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ اعلی حضرت فاضل بریلوی ,,وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔،،

اللہ کوٹھٹھا، ہنسی مذاق کرنے والا لکھ دیا

﴿ اللہ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِی طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْن ﴾(سورہ البقرۃ آیت ۱۵

ترجمہ.....مودودی، ,اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔،،(تفہیم القرآن)

ترجمہ.....سر سید احمد خاں، نیچری وہابی، ,اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔،،

ترجمہ.....وحید الزماں، ,اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔،،

ترجمہ.. محمود الحسن، ,اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں اور حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں۔،،

ترجمہ.....اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، ,اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔،،

مندرجہ بالا تراجم میں غور کیجئے۔ مودودی، دیوبندی وہابی علماء (جہلاء) اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں کس قدر بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور خالق کو مخلوق کے درجے میں لا کھڑا کیا ہے ان تراجم میں استعمال کئے گئے لفظ مثلا ,اللہ ان کو دغا دے گا، اللہ نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اللہ ان سے مذاق کرتا ہے وغیرہ یہ سب الفاظ کسی طرح بھی ہرگز ہرگز اللہ کی شان وعظمت کے لائق نہیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تمام تفاسیر کی روشنی میں باادب اور بہترین ترجمہ کر کے مسلمانوں کو بے ادبی اور گمراہی سے بچالیا ہے۔

اللہ کو بھول جانے والا لکھ دیا

﴿نَسُو اللہَ فَنَسِیَہُمْ ﴾(سورہ التوبہ آیت ۶۷)

ترجمہ.....محمود الحسن، ,وہ بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔،،

ترجمہ مودودی، ,یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا،،

اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنے والا سنی نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، ,وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔،،

یاد رکھئے!, بھول،، کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ ہر قسم کی بھول سے پاک ہے۔

خزانۃ الروایات میں ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی صفت سے متصف کیا گیا جو اس کے لائق نہیں ہے (جیسے مکر، فریب، دھوکہ بازی، ہنسی ٹھٹھہ، چال بازی، داؤ چلنا، مذاق یا بھول وغیرہ کی طرف نسبت کرنا) تو کہنے والا فوراً کافر ہو جائے گا۔،، ان کی انہی جہالتوں کی وجہ سے ,,ستیارتھ پرکاش،، نامی کتاب، اسلام پر طنز واعتراضات سے بھری ہوئی ہے کہ جو خدا اپنے بندوں کے مکر وفریب اور دغا میں آ جائے اور خود بھی مکر وفریب اور دغا کرتا ہو ایسے خدا کو دور سے سلام وغیرہ (معاذ اللہ)

فتاوی عالمگیری میں ہے مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۵۸ میں ہے جو شخص اللہ کی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔،،

قرآن کے متعلق وہابی عقائد

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ قرآن بھی خدا کا پیدا کیا ہوا نور مخلوق ہے۔(فتاوی ثنائیہ ج۲ص ۷۹۳)

امام نسفی نے اہل سنت کا عقیدہ لکھا ہے: ﴿و القرآن کلام الله غیر مخلوق﴾ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔(شرح عقائد نسفی ص ۵۸)

ملا علی قاری نے سیدنا امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔(شرح فقہ اکبر ص ۳۱)

قرآن پاک کو ہذیان اور بکواس سے تشبیہ (نعوذ باللہ)

تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب تیار کرنے والے مولوی زکریا رقمطراز ہیں، کہ صوفیہ نے لکھا ہے، کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے، جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا نماز کا معظم حصہ ذکر ہے۔ قرآءت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسے ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے۔(فضائل اعمال ص ۳۶۹ طبع کتب خانہ فیضی لاہور)

اس عبارت میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نے غفلت کی حالت میں قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو ہذیان اور بکواس قرار دیا ہے۔

(نعوذ باللہ) قرآن کی توہین کرنے والے اہل سنت نہیں ہو سکتے ہیں۔

قرآن پاک کے متعلق تحریف لفظی کا دیوبندی عقیدہ

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: وحی خفی یعنی حدیث میں تحریف لفظی کی گئی اور وحی جلی یعنی قرآن میں تحریف معنوی کی گئی اور وحی جلی یعنی قرآن میں تحریفِ لفظی محال ہے تاہم سخت حیرت کی بات ہے کہ دیوبندی مذہب کے معروف محدث انور شاہ کشمیری تحریفِ لفظی کے قائل ہیں لکھتے ہیں: اور میرے نزدیک قرآن مجید میں لفظی تحریف واقع ہو چکی ہے یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا غلطی سے۔(فیض الباری ج۳ص ۳۹۵ طبع کوئٹہ)

ہمارے نزدیک قرآن مجید میں تحریف لفظی کا قول کرنا قرآن مجید کی حسب ذیل آیات کا انکار ہے۔ بے شک ہم نے قرآن نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔(سورہ حجر آیت ۱۵) اس میں باطل سامنے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔(سورہ حم السجدہ:۴۲) شرح مسلم ج ۷ ص ۲۰۲)

اگر قرآن میں تحریف لفظی کا قائل مسلمان ہے تو پھر شیعوں کو کافر کیوں کہتے ہو؟

وہابی حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں: چنانچہ اسماعیل دھلوی صاحب لکھتے ہیں نبی مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (تقویۃ الایمان)

ہمیں بتایا جائے یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے یا کس صحابی کا عقیدہ ہے ایسے خود ساختہ عقیدہ والا اہل سنت کیسے ہو سکتا ہے؟

اور سعودی عرب کے سکولوں میں پڑھائی جانے والی کتابوں میں یہ عقیدہ درج ہے میرے سامنے پرائمری گرلز سکول کی تیسری جماعت کی کتاب التوحید ہے جس کا نام ہے,, مقرر التوحید للسنة الثالثة الابتدائیه،، اس کا صفحہ نمبر گیارہ ہے

س: إذا قیل لكِ من نبیك؟ ج فقولی :محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ﷺ

س : إذا قيل لك هل هو ميت أم حيٌّ؟ ج : فقولي : ميّتٌ ودينه باق إلى يوم القيامة.

جب تجھ سے کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ مردہ ہیں یا زندہ؟ تو، تو جواب میں کہہ کہ وہ تو مردہ ہیں لیکن ان کا دین قیامت تک باقی ہے۔

اس عقیدہ کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو قرآن پر ایمان نہیں رہتا۔ کیونکہ قرآن اعلان کر رہا ہے کہ شہید زندہ ہیں ان کو مردہ مت کہو۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل أحیاء ولکن لا تشعرون

(سورہ بقرہ آیت :154) جب شہید زندہ ہے تو نبی تو ساری مخلوق سے افضل ہوتے ہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

مودودی کا شہداء کی زندگی کا انکار: اسی طرح جماعت اسلامی کے مودودی صاحب نے انبیاء اولیاء اور شہداء کی زندگی کا انکار کیا ہے، جو صریح قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۹-۲۰ کی تفسیر میں لکھتا ہے ,, من دون اللہ ،، سے مراد انبیاء، اولیاء شہداء صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو غالی داتا، مشکل کشا، فریادرس، غریب نواز، گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کردیتے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد ۲، ص ۵۳۲)

قرآن تو کہہ رہا ہے شہید زندہ ہیں اور نبی شہید کیا ساری مخلوق سے افضل ہیں تو جو ان کو مردہ کہے کیا اس کا قرآن پر ایمان رہے گا؟ قرآن کی کسی آیت کا انکار کرنے والا سنی کیا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا ہے. جماعت اسلامی والے کیسے کہتے ہیں ہم کسی سے اختلاف نہیں کرتے ہماری جماعت میں ہر قسم کا آدمی آسکتا ہے سب فراڈ اور جھوٹ ہے۔ جماعت اسلامی میں سب سے اختلاف کیا جا سکتا ہے سوائے مودودی کے۔ کیونکہ وہ انہیں معصوم سمجھتے ہیں جسے شک ہو وہ آزما کر دیکھ لے مودودی کے خلاف بات کر کے دیکھے پھر پتہ چلے کہ جماعتِ اسلامی اپنے دعوی میں کتنی سچی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والے یہ لوگ اہل سنت کہلانے کے حقدار ہیں؟ ہرگز نہیں۔

میدان محشر میں سرکار دوعالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو! دل کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ ... آیا ان غلیظ ومکروہ عقائد کے حامل افراد سنی مسلمان ہیں؟ نقلِ کفر کفر نباشد

(۱) -غیب کی باتوں کا جیسا علم حضور ﷺ کو ہے ایسا علم زید و عمرو بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں۔

(حفظ الایمان اشرف علی تھانوی دیوبندی ص ۸)

(۲)-حضور ﷺ کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس ص ۳-۲۵ مصنفہ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

(۳)-شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور ﷺ کے لئے ایسا علم ماننا شرک ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

(۴)-نماز میں حضور ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے۔ (صراط مستقیم ص (۹۷) اسماعیل دہلوی)

(۵)-ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا! اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۲۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۶)۔سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۷)۔رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔(تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۸)۔جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۴۴ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۹)۔نبی ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۱۰)۔نبی کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرو کیونکہ وہ بھی انسان اور بندے عاجز ہیں۔(تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۵۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

کیا کوئی وہابی اپنے یہ عقائد حدیث سے یا صحابہ سے ثابت کرسکتا ہے ہرگز نہیں لہذا ایسے عقائد کا حامل اہل سنت سے خارج ہے۔

وہابی غیر مقلد اہل سنت نہیں

مناظر اسلام استاد محترم حضرت علامہ ابوالحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی صاحب لکھتے ہیں

غیر مقلدین حضرات جو کہ بات بات پر قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کا صرف زبانی کلامی نام لے کر عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں وہ ہرگز اہل سنت وجماعت میں شامل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک نہ تو نبی کریم ﷺ کی بات قابل قبول ہے اور نہ صحابہ کرام کا قول وفعل لائق عمل ہے۔وہابی کہتے ہیں ہم اہل حدیث لوگ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ پر گامزن ہیں لہذا ہم ہی اہل سنت والجماعت ہیں جیسا کہ وہابی حضرات کے متعصب مولف عبدالغفور اثری نے لکھا ہے۔اہل سنت والجماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ پر گامزن ہیں اور وہ صرف اہل حدیث ہیں۔(اصلی اہل سنت ص ۷۶)

اس غیر مقلد مصنف پر ایسی خدا کی مار پڑی کہ اس نے عیسائیوں کو بھی مسلمان مان لیا۔لکھتا ہے" مسلمان اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب ہوسکتے ہیں جیسے عیسائیوں کو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ تعالی نے اہل انجیل کے لقب سے نوازا ہے۔"(ہم اہل حدیث کیوں ہیں ص ۱۳)

وہابی حضور ﷺ کے مقابلہ میں

عبدالغفور اثری کو خوب معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے اگر کسی جماعت کا نام لیکر جنتی ہونے کی بشارت دی ہے تو وہ صرف اور صرف اہل سنت ہی ہیں وہابی لوگ اس میں شامل نہیں ہیں۔اس لئے اثری نے حضور ﷺ کے مقابلہ میں اپنی جماعت کا نام "اہل حدیث تجویز کیا اور دوسری جسارت یہ کی کہ فرقہ وہابیہ کو اہل سنت کے طور پر باور کرایا جو کہ ان کی زبردست دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک نہ تو نبی کریم ﷺ کی بات قابل قبول ہے اور نہ صحابہ کرام کا قول وفعل لائق عمل ہے تو یہ سنی کیسے ہوسکتے ہیں۔چند شواہد وحقائق ہدیہ قارئین ہیں۔

رسول کا حکم واجب العمل نہیں

ثناءاللہ امرتسری لکھتا ہے۔

اللہ کی بات ہر حال میں مانو اور رسول کا وہ حکم تم پر واجب العمل ہے جو رسالت کی حیثیت میں ہو۔(شمع توحید ص ۱۸)

چھوٹ ہوئی اور حدیث پر عمل کرنے سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ اب ہر آدمی فرمان رسول کو ٹالنے کے لئے بڑی آسانی سے کہہ سکے گا آپ کا یہ حکم واجب العمل نہیں کیونکہ یہ فرمان رسول رسالت کی حیثیت سے نہیں۔ امرتسری صاحب کا یہ بیان قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے یہ تفریق نہیں فرمائی۔ مطلقا اطاعت رسول کا حکم دیا ہے۔

نبی کی بات دین نہیں: غیر مقلد حضرات کے ایک برقعہ پوش مصنف تحریر کرتے ہیں:-''اللہ کے اذن کے بغیر نبی کی بات بھی دین نہیں ہو سکتی،، (اصلی اہل سنت ص ۲۹) دیکھیں ایسی توحید بیان ہورہی ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان مبارک کی توہین کی جارہی ہے کیا سرکار اللہ کی مرضی اور اذن کے بغیر کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی تو فرماتا ہے۔,,رسول جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔ (سورۃ الحشر ۷) اس آیت میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں۔

پیغمبر کی بات شرع نہیں: غیر مقلدین کے پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتا ہے''پیغمبر کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

دراصل بتانا چاہتے ہیں کہ پیغمبر کی بات شرع نہیں اسے شریعت کا درجہ دینے والا مشرک ہے۔ (معاذ اللہ) قرآن تو کہتا ہے۔ جو حضور ﷺ کو حاکم نہ مانے وہ مومن ہی نہیں۔ (سورۃ النساء ۶۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ (مسلم شریف)

اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔ اللہ کو مان اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص ۹)

صرف اللہ کو ماننے والا اپنے ایمان ثابت کرے۔

وہابی حضور ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں

وہابی اسماعیل سلفی لکھتا ہے:- معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ سخت قسم کے وہابی تھے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۲۶) اسی اسماعیل نے اسی کتاب کے ص ۱۱۳ پر لکھا کہ لفظ''وہابی،، گالی اور سب وشتم ہے۔ اس ظالم نے خوف خدا، شرم نبی اور عذاب اخروی سے بے خوف ہو کر حضور ﷺ کو وہابی کہہ دیا یعنی جس بات کو گالی قرار دیا وہی گالی حضور کو دے دی۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالی نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے ﴿وہ لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت ۶۱)

وہابی صحابہ کرام کی توہین کرتے ہیں: جس طرح وہابی حضور ﷺ کے طریقے کو چھوڑ بیٹھے ہیں اسی طرح ان کے ہاں صحابہ کرام کے ارشادات وفرمودات کا کوئی اعتبار و معیار نہیں ہے۔

وہابی حضرات کے مایہ ناز عالم نواب صدیق حسن کے بیٹے نور الحسن خان نے لکھا ہے۔ قول صحابی حجت نہ باشد۔ صحابہ کی بات معتبر نہیں۔

(عرف الجادی ص ۳۸) مزید لکھتے ہیں صحابہ کرام کا اجتہاد امت میں کسی ایک آدمی پر بھی حجت و دلیل نہیں (عرف الجادی ص ۲۰۷)

وہابیوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں''صحابہ کرام کی باتیں حجت ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ (فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۹۶)

مزید لکھتے ہیں: قول صحابی حجت نیست ۔ صحابہ کی بات دلیل نہیں۔ (فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۳۴۰)

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است۔ صحابہ قرآن کی تفسیر کریں تو معتبر نہیں۔ (بدور الاہلہ ص ۱۳۹)

مزید لکھتے ہیں ﴿وفعل الصحابی لا یصلح للحجة﴾ صحابی کا عمل قابل حجت نہیں۔ (التاج المکلل ص ۲۹۲)

حضور ﷺ فرما رہے ہیں جنتی جماعت وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو۔ اور وہابیوں کے نزدیک صحابہ کے فرمان اور عمل قابل حجت نہیں۔ ان ظالموں نے ظلم کی انتہا یہ کی کہ صحابہ کرام کا نام لے کر ان پر تنقید کی اور ان کے اعمال کو خلاف شریعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور ان کی غلطیاں نکالنے کی سعی مذموم کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ **کی غلطیاں:** محمد جونا گڑھی وہابی یوں لکھتا ہے۔ بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان میں غلطی کی (دس شقیں لکھ کر) یہ دس مسئلے ہوئے ابھی تلاش سے ایسے اور مسائل بھی مل سکتے ہیں۔ (طریق محمدی ص ۸۷-۷۹) یہ جونا گڑھی وہی ہے کہ سعودی حکومت جس کا اردو ترجمہ شائع کر کے مفت تقسیم کر رہی ہے۔

جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی دین کو نہ سمجھ سکے حالانکہ جن کی زبان اور دل پر حق جاری کیا گیا تھا تو دوسرا کوئی دین کو کیا سمجھ سکے گا۔ جب دریا کے ساتھ والے کھیت ہی پانی کو ترس رہے ہوں تو دور والے کھیتوں کو سیرابی کیسے نصیب ہوگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کے خلاف چلتے تھے:

وہابی اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ نے لکھا:۔ حضرت ابن عمر خصوصاً اتباع سنت میں مشہور ہیں لیکن ان کا یہ فعل سنت صحیحہ کے خلاف ہے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۰۷) اگر صحابی کا عمل سنت کے خلاف ہے تو وہابی کا عمل سنت کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر یہ لوگ امام ابوحنیفہ کی غلطیاں نکالیں یا ان کے عمل کو خلاف سنت کہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ان خبیثوں نے تو صحابہ کرام کو بھی معاف نہیں کیا۔ مزید لکھا:۔ صحابہ عموماً اتباع سنت میں مشہور ہیں لیکن ان کا یہ فعل سنت صحیحہ کے خلاف ہے۔ (فتاوی سلفیہ ۱۰۷)

غیر مقلد وہابی محمد صادق خلیل نے لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ حضرات صحابہ کرام سنت نبوی سے ناواقف رہے ہوں۔ (نماز تراویح ص ۱۳ مطبوعہ فیصل آباد)

مودودی اور صحابہ: حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر حال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضہ ہے اور نہ ہی دین کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۶)

حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم (خلافت) کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش رووں کو عطا ہوئی تھیں اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی میں گھس آنے کا موقع مل گیا۔ (تجدید احیائے دین ص ۳۳-۳۶-۳۷)

صحابہ معیاری مسلمان نہ تھے (نعوذ باللہ) حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ (ترجمان القرآن جولائی ۱۹۳۳ء)

مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۴۷)

مودودی صاحب کا اپنے کلام پر اپنا فتویٰ: مودودی صاحب لکھتے ہیں: صحابہ کرام کو برا کہنے والا میرے نزدیک فاسق ہی نہیں بلکہ اس کا ایمان بھی مشتبہ ہے۔ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۱ء)

مودودی صاحب خود اپنے ہی آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لیں تو واضح ہو جائے گا کہ وہ ایمان کے کس درجہ میں ہیں اور شیعیت مضبوط کرنے والے سنی ہیں یا وہابی؟ مودودی کی صاحب کی کتاب ,,خلافت وملوکیت،، کے پہلے ورق کو اگر حذف کر دیا جائے تو کوئی آدمی پہچان نہیں سکتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف وہابی ہے یا شیعہ۔

امہات المؤمنین کی توہین: جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب امہات المؤمنین کے متعلق لکھتے ہیں:-

,,وہ نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہوگئیں تھیں اور حضور ﷺ سے زبان درازی کرنے لگیں تھیں۔ (ہفت روزہ ایشیاء مؤرخہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۶ء)

اب اگر ان کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ مودودی صاحب کی اہلیہ ان کے سامنے زبان درازی کرتی ہے تو مودودی صاحب اس فقرہ میں اپنی خفت اور ہتک عزت محسوس کرینگے پس جو فقرہ مودودی صاحب کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ حضور ﷺ اور امہات المؤمنین کے حق میں سوءادب نہ ہو ۔

وہابیوں کے نزدیک صحابہ کرام فاسق تھے (معاذاللہ)

وہابی حضرات کے نامور عالم دین وحید الزمان نے لکھا ہے:-صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے سوائے ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرۃ بن جندب کے (یعنی ان پانچ صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہنا درست نہیں) (کنز الحقائق ص ۲۳۴)

وحید الزمان نے لکھا ہے:-صحابہ کرام میں کئی صحابہ فاسق بھی تھے جس طرح (حضرت) ولید اور اسی طرح معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کو بھی فاسق ہی کہا جائے گا۔ (حاشیہ نزل الابرار جزء ۳ ص ۹۴)

اسی طرح نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:-بعض صحابہ فاسق تھے۔ البنیان المرصوص ص (۱۸۳)

اللہ تعالیٰ نے جن کو قرآن میں رضی اللہ عنہم کہا ان کے ایمان کی گواہی دی اور ارشاد فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الايمانَ وَزَيَّنَهٗ فِي قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے لوگ ہی راہ پر ہیں۔ (سورۃ الحجرات آیت ۷) ﴿وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا﴾ اور ان پر پرہیزگاری کا کلمہ لازم کر دیا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اہل تھے۔ (سورۃ الفتح آیت ۲۶)

اب جو لوگ صحابہ کرام کو فاسق کہیں یا ان پر لعنت کریں ان کا قرآن پر ایمان کیسے رہے گا اور جس کا قرآن پر ایمان نہ ہو وہ جنت میں کیسے جا سکتا ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنے کی ہدایت فرمائی اگر وہ خود ہی فاسق ہوں گے (نعوذباللہ) تو ان کے طریقہ پر چلنا کب جائز ہو گا؟ یہ وہابی کس منہ سے شیعوں کو گستاخ صحابہ اور کافر کہتے ہیں بلکہ یہ شیعوں کے بھی استاد ہیں ان سے سن کر شیعوں کو بھی جراءت ہوئی جس طرح دیوبندیوں اور وہابیوں نے قرآن پاک میں معنوی تحریف کر کے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا تو مرزائیوں کو حوصلہ ملا چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت میں

ان کی کتابوں کو بطور دلیل پیش کیا۔تو یہ اس کا جواب نہ دے سکے بلکہ دیوبند سے فیض یافتہ اور دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن کے شاگرد رشید ثناء اللہ امرتسری نے قادیانیوں کے پیچھے نماز کے جواز کا فتویٰ دیا (اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۱۲ یکم جنوری ۱۹۱۵ء) اور یہ کہا کہ " میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص ٦ اپریل ۱۹۱۵ء) عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے کبھی یہ عیسائیوں کو مسلمان کہتے ہیں اور کبھی مرزائیوں کو۔

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز عالم قاضی شوکانی جابجا یزید کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کی۔ (نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۸۶،۱٦۸ باب قتال الخوارج) یزید کی دشمنی میں صحابی رسول کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی لعنت کی۔ کیا ایسے لوگ سنی کہلا سکتے ہیں ہرگز نہیں اس لئے انہوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم شیعہ ہیں۔ وحید الزمان نے لکھا ہے:- اهلُ الحديثِ شِيْعَةُ عَلِيٍّ اہل حدیث حضرت علی کے شیعہ ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰۰)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

﴿انتقال پر ملال﴾

اہلسنت کو یہ الم انگیز اطلاع دعائے مغفرت کی گذارش کے ساتھ دی جارہی کہ رئیس المجاہدین، قدوۃ المتوکلین، فخر ملت والدین، جانشین محدث ابدالوی حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد نور المصطفےٰ رضوی صاحب مدظلہ العالی کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے مورخہ یکم اپریل بروز جمعۃ المبارک کو انتقال فرماگئیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ نہایت نیک سیرت عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں، ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری۔ آپ کا جنازہ وصیت کے مطابق جانشین محدث ابدالوی نے پڑھایا۔ ہزاروں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ ادارہ ان کے شریک غم اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا صدقہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ لواحقین اور وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

﴿چوتھی سالانہ میلاد کانفرنس﴾

23 مارچ بروز بدھ جامعہ انوار لاثانی کوہلیاں تحصیل ظفروال شیران اسلام کے زیر اہتمام نہایت تزک واحتشام کے ساتھ میلاد کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں دور دراز سے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے شیران اسلام کے نوجوانوں کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ یہ وہ تحریک ہے، جس نے بدعقیدگی کے سیلاب کے خلاف بند باندھا اور دن رات حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ توجہ سے سرکار دوعالم ﷺ کی عظمت کے گن گا رہے ہیں۔ اور آخر میں دعا کی گئی کہ رب تعالیٰ نبی کریم ﷺ صدقے حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے مشن کو جاری رکھے۔ شیران اسلام کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

"محمد سہیل انجم مرکزی سیکرٹری اطلاعات شیران اسلام پاکستان"

غلبہ دین حق کی بحالی کی عظیم تحریک

شیران اسلام پاکستان

مرکزی دفتر: نقش لاثانی نگر شکر گڑھ، ضلع نارووال، 0300-7771715, 0542-451734

ملک و اسلام دشمن قوتوں کو ہر محاذ پر شکست فاش دیں گے۔ نظریہ پاکستان کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے اپنی بھرپور جدو جہد جاری رکھیں گے۔ وطن عزیز کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے کیونکہ قیام پاکستان کے مخالفین ایک مرتبہ پھر نت نئی سازشوں کے ذریعے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ایسے عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے "شیران اسلام پاکستان" کے محب وطن مجاہد صفت نوجوان سرگرم عمل ہیں جو نسل نو کو گمراہی کی دلدل سے نکالنے اور ان کے قلوب واذہان میں خوف خدا اور عشق رسول ﷺ کی شمع اجاگر کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم پاکستان پر کسی قسم کی آنچ برداشت نہیں کریں گے کیونکہ پاک وطن سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ کی بے پناہ قربانیوں کا نتیجہ ہے اب اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ بدقسمتی سے گزشتہ کچھ عرصہ سے ایک مرتبہ پھر دہشت گردی تخریب کاری، فحاشی و عریانی سمیت کرپشن کے بازار گرم ہیں۔ دوسری طرف لادینی قوتیں اور فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی تیزی سے جاری سرگرمیاں وطن عزیز کے لئے خطرے کا باعث بنتی جا رہی ہیں۔ پاکستان کی بیوروکریسی سمیت دیگر اہم شعبہ جات میں قادیانیوں کو کھلی چھٹی، اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش ہے۔ ان خیالات کا اظہار شیران اسلام پاکستان کے گیارہویں یوم تاسیس کے موقع پر نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی میں منعقد عظیم الشان کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی امیر خواجہ محمد ناصر رحمانی نے کیا۔ کانفرنس کی صدارت جانشین حضور مفکر اسلام صاحبزادہ محمد عطاالحق نقشبندی کر رہے تھے جبکہ آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور شریف کے چشم و چراغ صاحبزادہ سید شجاعت علی حسین شاہ صاحب مہمان خصوصی تھے۔ شیران اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عاصم محمود ایڈووکیٹ، صوبائی نائب امیر اسد حسینی، صوبائی ناظم اعلیٰ رانا آفتاب احمد، صوبائی نائب ناظم عبداللہ ثاقب، صوبائی سیکرٹری اطلاعات آصف کسانہ، ضلعی امیر راشد سلطان سمیت دیگر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ممنون احمد آسوی، حافظ نصر اللہ مدنی، حاجی عبدالرزاق نقشبندی، حاجی اخلاق ایڈووکیٹ، حافظ اظہر نعیم، عارف علی مجاہد سٹیج پر موجود تھے۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کے نصاب تعلیم میں پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ اہل سنت کے خصوصی مضامین شامل کئے جائیں جبکہ دہشت گردی میں ملوث گروہ سے متعلقہ مدارس کے خلاف عملی کاروائی کی جائے اسطرح صوفی ازم کے فروغ کے لئے حکومت تصوف سیمینارز و کانفرنسز کا انعقاد کرے۔ مہنگائی بے روزگاری اور فحاشی کے سدباب کے لئے عملی اقدامات کرے۔

مقررین نے کہا کہ شیران اسلام پاکستان اپنے اسلاف کی تعلیمات اور ان کے افکار پر عمل پیرا ہے جس نے اپنی گیارہ سالہ جدوجہد میں نسل نو میں اسلام اور پاکستان سے والہانہ عقیدت و محبت کا پیغام عام رہے۔

Monthly **AL-HAQIQA** April 2011
Reg.No. C.P.L.169